الله الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن یتنزل الامر بینهن

بفضل خالق سموات و ارضین مالک هر مکان و مکین رساله مشتمله بر تحقیق طبقات زمین نافعه هر عام و خاص مسمی

دافع الوسواس فی اثر ابن عباس

از تصانیف بحر علوم المعقول حبر فنون المنقول مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکهنوی ادام فیضه القوی

بمطبع علوی محمد علی بخش خان لکهنوی باهتمام حلیهٔ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لمن خلق سبع طبقات ومن الارض مثلهن طبقات والصلوٰۃ علی خاتم الانبیاء افضل المخلوقات وعلی آلہ وصحبہ ذوی الآیات البینات

امابعد کہتا ہے فقیر سراپا تقصیر ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی ابن مولانا محمد عبد الحلیم ادخلہ اللہ جنۃ النعیم کہ عرصہ

دو تین سال سے اثر ابن عباس آدم کآدمکم الخ مین درمیان علمای زبان کی منازعت واقع ہوئی ایک طائفہ سے افراط ودوسرے

طائفہ سے تفریط ہوئی ایک جماعت نے ابطال حدیث مذکور مین سعی بلیغ فرمائی دوسری جماعت سے اوسکے بیان معنی مین تحریف ہونی لگی

نوبت یہانتک پہونچی کہ صدای کفر ہر طرف سے اوٹھی اور یہ طریقہ مستمرہ علمای زمان کا ہے کہ جس مسئلہ مین منازعت کرتی ہین اگر وہ

مسئلہ لائق تفسیق ہوا تو بھی ایک دوسرے پر آمادہ کفر کرتا ہے جماع اسلامی کے افتراق کا کچھ خیال نہین کرتا ہے او قبل اس کے

فقیر نے اس باب مین ایک تحریر کی تہی اوسمین صحت حدیث واثبات تعدد طبقات ووجود انبیاء ومخلوقات و

وغیرہ ونفی مماثلت محمدیہ کے تقریر کی تہی بالفعل ایک رسالہ مسمی بکشف الالتباس فی اثر ابن عباس نظر سے گذرا اوسکو دیکھنے سے کمال تعجب

ہوا اوسکے مولف نے میری تحریر پر خدشات کیے اور علمای ہندوستان پر الزام عدم مہارت علم حدیث کرنی لگی ور نہ سمجھے کہ

خود بدلت پر عاید ہے تحریر حضرت والا اوسپر شاہد ہے بنظر احقاق حق کے اوسکے جواب مین ایک رسالہ لکہتا ہون اور نام اسکا دافع الوسواس

فی اثر ابن عباس رکہتا ہون اور اون وجوہ کا جو ارباب تفریط نے واسطے عدم مقبولیت حدیث کی اپنی تحریرات

قائم کی ہین دفع کیا جاتا ہے پس ان حضرت معترض کے کلام کا تعاقب ہوتا ہے اور اثنا کلام مین ارباب افراط کی تحریف کا ابطال

ہوتا ہے اور غرض مجکو اس تحریر سے تعصب ونفسانیت نہین بلکہ فقط احقاق حق ولو کرہ المبطلون وابطال باطل ولو کرہ المفسدون

ناظرین با انصاف سے امید یہ ہے کہ میری تحریرات کو بغور ملاحظہ کرین اور جو امر انکی راے مین مخدوش معلوم ہو اوسکو مجہسے استفسار کرین

نہ جیساکہ شان جہلا کی ہے کہ جسکی تحریر اپنی خلاف دیکھتے ہین بغیر سمجھے بوجہے رد لکھنے پر مستعد ہوتی ہین اور اپنی نفسانیت

بپردہ اظہار حق مین پوشیدہ کرکے اپنا مبلغ استعداد ظاہر کرتی ہین وعلی اللہ التوکل وبہ الاعتماد ومنہ التوفیق الی طریق السداد

تمہید جاننا چاہیے کہ اثر ابن عباس صحیح السند ہے حدیث اوسکی معتبر ہے وقفا وسکا صوری ہے حقیقت مین وہ مرفوع حکمی ہے شذوذ وعلت

وابحاث وغیرہ اوسکی صحت مین قادح نہین مضمون اوسکا معارض ومخالف قرآن وحدیث واجماع نہین اوسکی تاویل کرنیکی اور

معنی حقیقی کو چہوڑکے معنی مجازی لینی کی حاجت نہین ظاہر معنی پر حمل کرنے مین کسی طرح کی قباحت نہین احادیث متعددہ سے

ثبوت سات طبقہ زمین کا اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو سال کے راہ ہونیکا کامل ہے قول ارباب ہیئت کا کہ زمین کے طبقات متصل ہین

اور درمیان اونکے ایک کرہ ہے اور ان طبقات کے کوئی مخلوق نہین مردود وباطل ہے تعیین مخلوقات طبقات تحتانیہ مین کوئی حدیث صریح وارد

نہین علما کا اسمین اختلاف ہے بعض نے مثل خفاجی کے حواشی تفسیر بیضاوی مین وسید شریف جرجانی کی شرح مواقف مین ابن حجر نے

شرح احادیث مختصر صحیح بخاری مین علم اوسکا حق جل شانہ کیطرف محول کیا اور بعضون نے مثل حاجی وشبلی وزرقانی وقسطلانی وغیرہ کے بمقتضا
بعض اخبار کی طبقات تحتانیہ کو مسکن جن تجویز کیا اور بعضون نے مثل صاحب بدائع الدہور وغیرہ کے ہر طبقہ مین ایک صنف جدید کی سکونت کا
حکم نقل کیا اور ظاہر عبارات بعض مفسرین سے مثل بغوی ومحلی کے طبقات تحتانیہ مین نبوت معلوم ہوتی ہے اثر ابن عباس کی تصدیق ہوتی ہے اور
اثر ابن عباس سے جو مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا ہرگز ثابت نہین جو اوسکا مدعی ہو قول اوسکا باطل ہے معتقد مثل محمدی مخالف اہل اسلام
وجاہل ہے یہ کہ اہل اسلام آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات واکرم الممکنات ہے کسی مخلوق کی شرکت آپکی صفات کمالیہ مختصہ مین از قبیل ممتنعات
ہے اور ظاہر اثر ابن عباس سے طبقات تحتانیہ مین مکلفین کا ہونا اور اونپر انبیا کا مبعوث ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جسطرح
سے اس طبقہ مین سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت یہانکے سکان کے تیار ہوا اوسیطرح سے ہر ایک طبقہ مین ایک ایک سلسلہ نبوت کا واسطے ہدایت
وہانکے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ لاتناہی سلسلے کے باطل ہے لاجرم ہر طبقہ مین ایک مبدا سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے
ساتھ تشبیہ پا گیا اور ایک آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ کیا گیا بنابر علیہ اواخر سلاسل تحتانیہ پر اطلاق خواتم کا مستنکر
نہین ہے اور اونکی خاتمیت خاتمیت حقیقیہ محمدیہ مین مضر نہین اسواسطے کہ بر تقدیر وجود انبیا طبقات تحتانیہ مین اواخر سلاسل تحتانیہ
مین تین احتمال ہین ایک یہ کہ وہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوے ہون دوسرے یہ کہ متقدم ہوے ہون تیسرے یہ کہ
ہمعصر ہوے ہون احتمال اول نصوص متعددہ سے باطل ہے اور بر تقدیر ثانی آنحضرت کی خاتمیت عامہ مین کچھ شبہہ نہین اور بر تقدیر ثالث
دو احتمال ہین ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخصوص ساتھ اسی طبقہ کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین ہر ایک نبی کی رسالت
اور یہ ایک انمین کا صاحب شرع جدید ہو دوسرے یہ کہ اواخر انبیا طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی انمین صاحب شرع جدید
نہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام ہو اور ختم آپکا بہ نسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کی حقیقی ہو اور ختم ہر ایک اواخر سلاسل تحتانیہ کا بہ نسبت اپنے
اپنے سلسلے کے اضافی ہو احتمال اول بسبب عموم نصوص بعثت محمدیہ مثل آیہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وآیہ لیکون للعالمین نذیرا اور حدیث
بعثت الی الخلق کافۃ وغیرہ کے کہ صاف صاف آنحضرت کی عموم بعثت پر دال ہین اور کسی زمان یا مکان کے ساتھ مقید نہین ہین باطل ہے اور یہ کہنا کہ مراد
عالمین یا خلق سے فقط اسی طبقہ کی مخلوق ہے نہ کل طبقات کی قول باطل بلا دلیل ہے اسوجہ سے کہ کوئی نص اس تخصیص پر دلالت نہین کرتی ہے
اور مجرد عقل سے تخصیص نصوص عامہ کی نہین ہوسکتی ہے ہان اگر کوئی نص قوی صاف اسپر دلالت کرے کہ آنحضرت کی بعثت خاص ساتھ اسی طبقہ
کے ہے البتہ اسوقت نصوص عامہ کی تخصیص کا حکم دے سکتے ہین اور بغیر تخصیص شرعی کے مجرد احتمال عقلی سے تخصیص صریحات نہین کر سکتے ہین
اور علماے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کے عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہو سکتا اور نبوت آپکی تمام مکلفین کو
شامل ہے اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا پس بر تقدیر بعثت محمدیہ عام ہے اور خاتمیت محمدیہ حقیقی ہے شامل خاص
عام ہے الحاصل حدیث ابن عباس کی صحیح وتفسیر سمجھنا چاہیے جسقدر اوسکا ظاہر ثابت ہے بغیر چون وچرا کے اوسکو تسلیم کرنا چاہیے
اور قول مردود امثال محمدیہ کو یا تخصیص بعثت احمدیہ کو بلا دلیل یا باطل تصور کرنا چاہیے نہ کہ حدیث کو باطل ٹھہرادین جیسا کہ ایک طائفہ
نے کیا المقصود یہ کہ اوس سے امثال محمدیہ ثابت کرین یا نصوص بعثت محمدی کو خواہ مخواہ خاص کرین جیسا کہ دوسرے طائفے نے کیا ہے
خلاصہ میری تمنا کا یہی اور محصل اعتقاد کا یہی ہے اور تفصیل اسکی ... شکستہ ہوتی ہے باطل کو ...

اثر ابن عباس صحاح ستہ متداولہ مین مروی نہین ہی اسوجہ سے اوسکی صحت پر اعتماد کلی نہین ہی **اقول** احادیث صحیحہ کا انحصار صحاح ستہ مین نہین ہی اور تصحیح ارباب صحاح ستہ پر منحصر نہین ہی بلکہ جو حدیث کہ خارج صحاح ستہ مروی ہووے اور اوسپر کوئی حافظ معتمد صحت یا حسن کا حکم دیوے تو اوسکو صحیح یا حسن سمجھنا چاہیے قاضی بدر الدین بن جماعہ مختصر مین لکھتے ہین لم یستوعب البخاری ومسلم فی کتابیہما کل الصحیح قال البخاری ما ادخلت فی کتابی الجامع الا ما صح وترکت من الصحاح لحال الطول وقال مسلم لیس کل ما صح عندی وضعتہ ہہنا انما وضعت ما اجمعوا علیہ ثم قیل لم یفتہما الا قلیل وقیل بل فاتہما کثیر منہ انما لم یفت الاصول الخمسة منہ الا قلیل وہذا اصح والمعنی بالاصول الخمسة کتاب البخاری ومسلم وابی داود والترمذی والنسائی ویعرف الزائد علیہا بالنص علی صحتہ من امام معتمد فی السنن المعتمدة لا بمجرد وجودہ فیہا الا اذا اشترط مولفہا الصحیح ککتاب ابن خزیمة وابی بکر البرقانی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ عوام مین جو مشہور ہی کہ جو حدیث صحیح ہی وہ صحاح ستہ مین موجود ہی محض غلط ہی بلکہ مدار صحت وجود شرائط صحت ہی خواہ صحاح ستہ مین ہو یا غیر صحاح ستہ مین ہو **قال البعض** تفسیر قرآن کا ابن عباس سے منقول ہی اکثر پر اعتماد کلی نہین ہی اوسکی سند اوسکی مخارج وغیرہ مقدوح ہی پس قول ابن عباس کا جو تفسیر آیة ومن الارض مثلہن مین واقع ہی وہ غیر معتبر ہی **اقول** تفسیر ابن عباس کے سب طرق مقدوح نہین بلکہ بعض طرق مثل طریق کلبی وغیرہ کی جیسا کہ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن مین بتفصیل ذکر کیا ہی اور یہ اثر جو فیہ مین سند قوی ہی اور ارباب تصحیح نے اوسکی تصحیح کی ہی پس اوسکی عدم اعتبار کی کیا وجہ ہی **قال البعض** اثر ابن عباس اخبار آحاد سی ہی اور خبر آحاد باب اعتقادات مین مقبول نہین **اقول** اگر مراد یہ ہی کہ خبر آحاد مفید یقین نہین ہی تو درست ہی لیکن کچھ ضرر نہین اسوجہ سے کہ حکم وجود انبیاء کا طبقات تحتانیہ مین بشہادت اس اثر کی بطور قطع و یقین کے نہین کیا جاتا ہی یہانتک کہ منکر اوسکا کافر ہو جاوے بلکہ بطور ظن کے اور ایسکو ایمان اجمالی جمیع انبیاء کی ساتھ ضروری ہی تفصیل انبیاء مین یقین ضرور نہین اس باب مین ظن کافی ہی بلکہ منکر نفس طبقات بھی کافر نہین ہی جیسا کہ خفاجی حاشیہ بیضاوی مین لکھتے ہین قولہ فی العدد اشارة الی الارض کالسماء سبع طبقات متفاصلة ہو المعروف فی الاحادیث الصحیحة وقیل ہی الاقالیم السبعة ولیست ہذہ المسئلة من ضروریات الدین حتی یکفر من انکرہا او تردد فیہا والذی نعتقدہ انہا طبقات سبع لہا سکان من خلقہ یعلمہم اللہ انتہی اور اگر مراد یہ ہی کہ خبر احاد کا باب اعتقادات مین مطلقا اعتبار نہین تو محض غلط ہی اور نظیر اسکی اختلاف علماء ہی نبوت لقمان و ذو القرنین و خضر و تبع و آسیہ و مریم وغیرہ مین کہ بعض علماء نے انکی نبوت باخبار آحاد و دلائل ظنیہ ثابت کی ہی اور بعض نے انکار کیا لیکن اگر دلائل ظنیہ مطلقا مفید باب نبوت مین نہوتے علماء متقدمین کیون ایسے ادعا پر دلائل ظنیہ پیش کرتے **قال البعض** اثر ابن عباس کے راوی مجاہد ہین اسوجہ سے اس پر اعتماد نہین ہو سکتا ہی **اقول** اسکے تخریج کی دو طریق معتمد و مستند ہین ایک عن شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس بیہقی و حاکم وغیرہ نے اس طریق سی اخراج کرکے صحیح کہا اور ابن حجر نے فتح الباری مین بیہقی کے قول کو نقل کرکے سکوت کیا اور علامہ زرقانی رسالہ اجوبة الاسئلة مین لکھتے ہین السوال الخامس والسادس والاربعون ہل الارض سبع طبقات کالسماء وہل فیہن خلق اللہ الجواب قال اللہ تعالی ومن الارض مثلہن وقال فی آیة اخری الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا فافاد ان طباقا فی الآیة الاولی مراد وانما لم یذکر فیکون المثلیة فی الارض کذلک قال ابن حجر ویدل لہ ما رواہ ابن جریر عن ابن عباس فی ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض مثل ابرہیم نحو ما علی الارض ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح اخرجہ الحاکم والبیہقی مطولا

وادلہ سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم قال البیہقی سنادہ صحیح الا انہ
شاذ بمرۃ انتہی اور سیوطی نے بھی درمنثور میں بیہقی کی تصحیح کو نقل کرکے سکوت کیا عبارت اوسکی یہ ہے اخرج ابن ابی حاتم
والحاکم وصححہ والبیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الاسماء والصفات من طریق ابی الضحی عن ابن عباس سبع ارضین فی
کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسی کعیسی قال البیہقی اسنادہ صحیح لکنہ شاذ بمرۃ لا اعلم
لابی الضحی متابعا علیہ انتہت اور مستدرک حاکم میں یہ ہے حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن
غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی ومن الارض مثلہن قال سبع
ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی ہذا حدیث صحیح الاسناد انتہی اور ذہبی نے
اس طریق پر حکم حسن کا دیا چنانچہ بدرالدین شبلی آکام المرجان میں بعد نقل عبارت حاکم کے لکھتے ہیں قال شیخنا الذہبی
اسنادہ حسن انتہی دوسرا طریق عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس حاکم نے اس طریق سے اخراج کرکے
حکم صحت کا دیا عبارت اوسکی یہ ہے حدثنا عبد اللہ حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی
عن ابن عباس قال فی کل ارض نحو ابراہیم ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی اور ذہبی نے بھی اوسکی موافقت کی چنانچہ
شبلی لکھتے ہیں قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی ہرگاہ بتصریح بیہقی وحاکم وذہبی وسکوت واقرار
ابن حجر وسیوطی وشبلی اس حدیث کی وثاقت ثابت ہوگئی اوسکی قابل استناد ہونے میں کیا گفتگو ہے قال البعض
منجملہ رواۃ اس اثر کی عطاء بن السائب ہیں اور اونکو محدثین نے مختلطین میں شمار کیا ہے اور روایت راوی مختلط کی قابل
احتجاج نہیں اقول محدثین کے نزدیک قاعدہ مقرر ہے کہ جو شیخ مختلط ہو جاوے بسبب کبر سن وغیرہ کے اور اسکی عقل میں فتور
واقع ہو جاوے اوسکی تلامذہ کی روایتیں جنہوں نے حالت اختلاط میں تلمذ کیا ہے مقبول نہیں اور جو تلامذہ قبل حالت اختلاط کے
ہوں اونکی روایتیں مقبول ہیں جیسا کہ شرح النخبہ وغیرہ میں بشرح و بسط مذکور ہے اور یاں جن فیہ میں عطا سے راوی شریک
ہے اور وہ عطاء کی تلامذہ متقدمین میں سے ہے پس اختلاط عطاء کا کیا ضرر کریگا حافظ عبد العظیم منذری کتاب الترغیب میں
لکھتے ہیں عطاء بن السائب الثقفی قال احمد ثقۃ رجل صالح من سمع منہ قدیما کان صحیحا ومن سمع منہ حدیثا لم یکن بشیء وروی
شعبۃ والثوری وحماد بن زید عنہ جیاد انتہی اور تہذیب میں ہے من سمع منہ قدیما قبل ان یتغیر شعبۃ وشریک وحماد انتہی اگرچہ
شبہہ ہو کہ یحیی بن معین نے کہا ہے کہ عطاء کی سب تلامذہ حالت اختلاط کے ہیں مگر سفیان وشعبہ جیسا کہ نووی نے شرح صحیح مسلم
میں لکھا ہے قال یحیی بن معین جمیع من روی عن عطاء روی عنہ فی الاختلاط الا شعبۃ وسفیان تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ قول
یحیی کا حسب اونکی تتبع کے ہے اور سوا اونکے اور محدثین نے تلامذہ عطاء کو لکھتے ہیں کہ اونہوں نے قبل حالت اختلاط کے روایت کی مثل
زہیر وزائدہ وحماد بن زید وایوب وغیرہ چنانچہ تفصیل اسکی حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری اور تہذیب التہذیب وغیرہ میں
کی ہے اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ شریک تلامذہ عطاء متقدمین میں سے نہیں تو بھی کچھ ضرر نہیں اسوجہ سے کہ شاہد اس طریق کی
سند ابن جریر وغیرہ کی موجود ہے اور بسبب کثرت طرق کے روایت کو قوت ہو جاتی ہے قال البعض لمدعیہ حاشیہ

جوامع میں نقل کیا ہے اما النقل عن ابن عباس ان فی کل ارض الخ فہو من وضع الواقدی الکذاب الوضاع للحدیث انتہی اقول طرق اس
حدیث کی جو ابن حجر و شبلی وغیرہ نے نقل کیے ہیں ان میں کہیں واقدی کا نشان نہیں ہے اگر بالفرض کسی طریق میں واقدی ہو تو کچھ ضرر
نہیں کیونکہ وہ طریق اس کی مستند ہیں علاوہ ازیں واقدی کو اگرچہ ایک طائفہ محدثین نے مقدوح کیا ہے لیکن ایک جماعت دیگر نے
مثل یعقوب بن ابی شیبہ و ابو بکر صاغانی و دراوردی و مصعب زبیری و یزید بن ہارون وغیرہ نے اسکی توثیق کی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام
فتح الدین محمد ابن سید الناس نے اپنی کتاب عیون الاثر فی فنون المغازی والسیر میں اسکی تفصیل کی ہے اور ہمارے شیخ نے شرح شرح وقایہ میں جو کہ
بسعایہ فی کشف ما فی شرح الوقایہ ہے اسکو بتفصیل تمام درج کیا ہے من شاء فلیرجع الیہ قال البعض شوکانی نے فوائد مجموعہ میں اس حدیث کو
موضوعات میں شمار کیا عبارت اونکی یہ ہے اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح علی شرط الشیخین وتعقبہ الذہبی فقال بل موضوع ضعیف ان عبادا
ورواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی وقال صحیح الاسناد وتعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر ضعیف وعبد اللہ بن بکیر وہو غالی فی التشیع
انتہی اقول اس قائل نے شاید یہ بعت کسی کذاب کے ایجاد کی ہے یا واسطے فریب دہی عوام کی ایسی تقریر کی فوائد مجموعہ کو ہم نے از اول
تا آخر لفظ بلفظ مطالعہ کیا اسمیں اس حدیث کا ذکر نہ دیکھا اور عبارت منقولہ فوائد مجموعہ میں ضمن دو حدیثوں کے مکتوب ہے باب
مناقب اہل البیت میں یہ قول علی انا الصدیق الاکبر انا عبد اللہ واخو رسولہ لا یقولہا بعدی الا کاذب صلیت قبل الناس بسبع سنین
رواہ النسائی فی الخصائص فی اسنادہ عباد بن عبد اللہ الاسدی وہو المتہم بوضعہ وقال ابن المدینی ضعیف الحدیث وذکرہ ابن
حبان فی الثقات وقال فی المیزان ہذا الحدیث کذب علی علی وقد اخرجہ الحاکم فی المستدرک وقال صحیح علی شرط الشیخین وتعقبہ الذہبی بان
عبادا ضعیف انتہی اور بعد دو ورق کے مرقوم ہے حدیث انہ قال رسول اللہ صلعم حین خرج الی غزوۃ تبوک خلف علیا بالمدینۃ وقال له تخلفنی
مع النساء والصبیان فقال له ان المدینۃ لا تصلح الا بی او بک وانت منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی رواہ ابن حبان عن سعد وقال
باطل فی اسنادہ حفص بن عمر کذاب رواہ الحاکم فی المستدرک من حدیث علی وقال صحیح الاسناد وتعقبہ الذہبی بان فی اسنادہ حکیم بن جبیر وہو
ضعیف وعبد اللہ بن بکر الغنوی وہو منکر الحدیث انتہی قال البعض اثر مذکور معارض مفہوم حدیث مرفوع ہے جسکو شوکانی نے فتح القدیر
میں زیر آیۂ کریمہ ما تحت الثری تحریر فرمایا ہے اخرج ابو یعلی عن جابر ان رسول اللہ صلعم قیل ما تحت الارض قال الماء قیل فما تحت الماء قال ظلمة
قیل ما تحت الظلمة قال الهواء قیل ما تحت الهواء قال الثری قیل ما تحت الثری قال انقطع علم المخلوقین عند علم الخالق اس حدیث
سے صاف ظاہر ہے کہ ماوراء تحت الثری کا علم کسی مخلوق کو نہیں ہے تا اینکہ آنحضرت نے بھی زیادہ اس سے بیان نہیں کیا پس اثبات وجود
آدم و نوح و خاتم ہر طبقہ زمین میں صریح مخالف اسکے ہے اقول بعد تسلیم صحت سند و ثبوت روایت اس حدیث کی ہمیں اثر مذکور میں
ہرگز منافات نہیں ہے کیونکہ اثر مذکور میں خبر وجود سات طبقات زمین کی اور وجود انبیاء کی ان طبقات میں ہے اور یہ حدیث اونکی
تفصیل سے ساکت ہے اور ماوراء تحت الثری کا علم نہونا جو اس حدیث سے مستفاد ہے منافی اثبات طبقات کے نہیں ہے کیونکہ ثری ساتوین
زمین کے نیچے ہے بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں قال ابن عباس ان الارضین علی ظہر النون والنون علی بحر والبحر علی صخرۃ خضراء و
علی قرن ثور والثور علی الثری وما تحت الثری لا یعلمه الا اللہ انتہی اور محمد بن ابی بکر رازی جواہر القرآن میں تحریر کرتے ہیں الثری
التراب الندی ای تحت التراب الیابس منه قوله تعالی وما تحت الثری والمراد الذی تحت الارض السابعة انتہی اور تفسیر منثور میں زیر آیہ

ومن الارض مثلهن میں مرقوم ہی اخرج ابن المنذر عن ابن جریج قال بلغنی ان عرض کل ارض مسیرۃ خمسمائۃ عام اخبرنا ان الارض
السابعۃ فوق الثری انتہی اور احمد بن عبد اللطیف البشبیشی رسالہ التحفۃ السنیہ فی اجوبۃ الاسئلۃ المرضیۃ میں لکھتے ہیں
اخرج ابن ابی حاتم عن کعب انہ سئل ما تحت ہذہ الارض قال الماء قیل وما تحت الماء قال الارض حتی عد سبع ارضین قیل وما تحت
السابعۃ قال صخرۃ قیل وما تحت الصخرۃ قال ملک قیل وما تحت الملک قال حوت معلق طرفاہ بالعرش قیل وما تحت الحوت قال
الہواء والظلمۃ وانقطع العلم انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ ماوراء ارض سابعہ کا علم منقطع ہی سوا اللہ جل جلالہ کے کوئی نہیں
جانتا ہی نہ یہ کہ مابین طبقات کا علم منقطع ہی فاین التعارض واین التخالف **قال البعض** اثر مذکور مخالف ہی صریح
حدیث مرفوع کے جو صحیحین میں مروی ہی عن سعید بن زید قال قال رسول اللہ من اخذ شبرا من الارض ظلما فانہ یطوقہ یوم القیامۃ
من سبع ارضین یہ حدیث دلالت کرتی ہی کہ طبقات باقیہ زمین تابع طبقہ ہذا ہی اور اونکی واسطے احکام جداگانہ نہیں
اقول ایک حکم میں تبعیت سے لازم نہیں کہ جملہ احکام میں تبعیت ہو جاوے کما ہو ظاہر علی من لہ ادنی فہم علاوہ ازین غاصب
کی تطویق ساتون زمین کی ساتھ بروز قیامت ہوگی جیسا کہ لفظ حدیث اوسپر دلالت کرتی ہی اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری
میں اور ابن حجر مکی نے زواجر میں بتفصیل ذکر کیا ہی پس اگر بالفرض حدیث تبعیت جملہ طبقات تحتانیہ پر دلالت بھی
کرے تو بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ یہ تبعیت قیامت میں ہوگی اور گفتگو احکام دنیا میں ہی **قال البعض** اثر مذکور
معارض ہی حدیث مرفوع کے جسکو حاکم وغیرہ نے حضرت ابن عمرؓ سے اخراج کیا ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان الارضین بین کل ارض والتی تلیہا مسیرۃ خمسمائۃ عام والثانیۃ سجن الریح والثالثۃ فیہا حجارۃ جہنم والرابعۃ فیہا
کبریت جہنم والذی نفسی بیدہ ان فیہا الاودیۃ من کبریت لو ارسل فیہا الجبال الرواسی لماعت والخامسۃ فیہا حیات
جہنم ان افواہہا کالاودیۃ والسادسۃ فیہا عقارب جہنم ان ادنی عقربۃ منہا کالبغال والسابعۃ فیہا سقر وفیہا ابلیس مصفد
بالحدید فاذا اراد اللہ ان یطلقہ لما یشاء اطلقہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات تحتانیہ میں سے کسی میں ہوا اور کسی میں پانی اور کسی
میں بچھو اور کسی میں کبریت اور کسی میں پتھر اور کسی میں جہنم ہی اور ان میں مخلوقات مکلفین کا وجود نہیں ہی پس یہ حدیث
کہ مرفوع ہی مرجح ہی اثر ابن عباس سے کہ موقوف ہی **اقول** یہ کلام مخدوش ہی ساتھ دو وجہ کے **اول** یہ کہ اثر ابن عباس
بتصریح طائفہ محدثین معتبرین صحیح الاسناد ہی اور جن لوگون نے اوسپر حکم ضعف کا دیا مثل حلبی وقسطلانی وغیرہ کے اونکو
اشتباہ بسبب شذوذ کے واقع ہوا حالانکہ اسکی سند میں شذوذ مقبول ہی نہ مردود کیونکہ شذوذ جو مخل صحت ہی وہ
عبارت ہی اس سے کہ ایک راوی ثقہ کی روایت مخالف ہو دوسرے ثقات کی روایت کی اور مجرد تفرد راوی ایک ثقہ کا کسی
روایت کے ساتھ مخل صحت نہیں جیسا کہ تفصیل اسکی عنقریب مذکور ہوگی اور رواۃ اس اثر کے ثقات ہیں کوئی علت قادحہ
معتبرہ اونکے معلوم نہیں ہوتی ہی بخلاف حدیث ابن عمر کے کہ اوسکی رواۃ میں ابو السمح دراج واقع ہی اور وہ مختلف فیہ ہی تہذیب التہذیب

میں ہی قال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ حدیثہ منکر وقال [illegible] ثقۃ وقال النسائی لیس بالقوی وقال ابو حاتم فی حدیثہ ضعف

قال الدارقطنی متروک انتہی اسوجہ سے محدثین اس حدیث میں مختلف ہو گئے حاکم نے اسکی حق میں صحیح کہا اور سیوطی نے تخریج احادیث
شرح مواقف میں سندہ حسن تحریر کیا اور حافظ عبد العظیم منذری نے کتاب الترغیب والترہیب میں اسپر حکم نکارت کا دیا عبارت انکی یہ ہے
اخرجہ الحاکم وقال تفرد بہ ابو السمح والحدیث صحیح لم یخرجاہ قال الحافظ المنذری ابو السمح ہو دراج وقبلہ عبد اللہ بن عیاش وباقی الکلام
علیہما وفی متنہ نکارۃ انتہی اور ذہبی نے بھی حکم نکارت کا دیا چنانچہ سیوطی در منثور میں لکھتے ہیں اخرجہ ابن ابی حاتم فی تفسیرہ والحاکم وصححہ
وتعقبہ الذہبی فقال منکر انتہی پس معلوم ہوا کہ اثر ابن عباس قوی ہے حدیث ابن عمرو سے اور موقوف ہونا اثر ابن عباس کا مضر نہیں
اسوجہ سے کہ قول صحابی کا ایسی چیزوں میں جنمیں اجتہاد کو مداخلت نہیں حکم رفع کا رکھتا ہے چنانچہ تفصیل اسکی عنقریب آتی ہے دوسرے
یہ کہ حدیث ابن عمرو میں کہیں نفی وجود مخلوقات نہیں ہے تاکہ مخالف اثر ابن عباس کے ہو پس جائز ہے کہ طبقات تحتانیہ میں مخلوقات
وانبیاء بھی ہوں جیسا کہ مفاد اثر مذکور ہے اور ہوا اور سانپ بچھو وغیرہ بھی ہوں جیسا کہ حدیث ابن عمرو کا مفاد ہے جیسا کہ اس طبقے
میں ہر قسم کی مخلوقات ہے اور یہی مفاد روایت ابن جریر کا ہے قسطلانی لکھتے ہیں قال ابن جریر حدثنا عمرو بن علی و محمد بن المثنی
قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق
ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح انتہی پس درمیان حدیث ابن عمرو کی اور حدیث ابن عباس کے ہرگز مخالفت وتعارض نہیں ہے **قال**
البعض اثر ابن عباس مجمل ہے کیونکہ شارع نے وجہ تشبیہ ومشارکت بیان نہیں کی اور مجمل بدون بیان کے لائق استدلال نہیں
اقول اجمال اصولیین کے نزدیک عبارت ہے خفاء معنی سے اسطرح پر کہ بغیر مقصود نہ معلوم ہو بدون استفسار متکلم کے جیسا کہ
منار میں ہے اما المجمل فما ازدحمت فیہ المعانی واشتبہ المراد بہ اشتباہا لا یدرک بنفس العبارۃ بل بالرجوع الی الاستفسار ثم الطلب ثم
التامل انتہی اور وجود اسکا ما نحن فیہ میں ممنوع ہے اور اگر مجرد بیان نہ کرنا شارع کا وجہ تشبیہ کو باعث اجمال ہو تو صدہا تشبیہات
جو قرآن وحدیث میں وارد ہیں مجمل ہو جائینگے وہو خلاف الاجماع قال اللہ تعالی فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم او اشد ذکرا وقال تعالی
ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وقال تعالی اولئک کالانعام بل ہم اضل وقال علیہ الصلوۃ والسلام صلوا کما رأیتمونی
اصلی **قال البعض** با آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے تا این زمان کوئی شخص قائل وجود انبیاء کا طبقات تحتانیہ میں نہیں ہوا
اقول بغوی معالم التنزیل میں لکھتے ہیں اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن فی العدد یتنزل الامر بینہن بالوحی من السماء السابعۃ
الی الارض السفلی انتہی اور جلال الدین محلی لکھتے ہیں ومن الارض مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر بینہن بین السموات والارض
ینزل بہ جبریل من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی اس سے معلوم ہوا کہ وحی بوساطت جبریل طبقات تحتانیہ میں بھی جاتی ہے اور
یہی معنی ہیں وجود انبیاء کی طبقات تحتانیہ میں کیونکہ پیغمبر وہی ہے جسپر وحی بوساطت ملک کے نازل ہو خواہ وحی امر ونہی ہو خواہ وحی اخبار مستقبلہ
وہ نبی ہے اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی کبھی بمعنی الہام کے مستعمل ہوتی ہے اور کبھی بمعنی تفہیم اور تعلیم کے آتی ہے جیسا کہ امام رازی نے
تفسیر کبیر میں لکھا ہے پس جائز ہے کہ وحی جو عبارت معالم اور جلالین میں واقع ہے بمعنی الہام کے ہو نہ بمعنی وحی نبوت کے
تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ وحی چند معانی میں مستعمل ہوتی ہے لیکن وحی جو بوساطت ملک کے ہو وہ مختص نبی کے ساتھ ہے
جیسا کہ زرقانی رسالہ الاجوبۃ میں لکھتے ہیں قال صاحب فتح الباری الضابط عند الاشعری ان من جاءہ

الملک عن اللہ بحکم من امر او نہی او اعلام بما سیاتی نبوی انتہی اور اگر کوئی شبہہ کرے کہ وحی جو عبارت مذکورہ مین واقع ہے
جائز ہے کہ باول وحی تعبیر ہو نہ بمعنی وحی حقیقی کے جو مقتضی نبوت ہے تو جواب اوسکا یہ ہے کہ یہ تاویل بلا دلیل ہے اور جو تاویل بلا وجہ
ہو وہ مردود ہے جیسا کہ سیوطی اعلام بحکم عیسی علیہ السلام مین لکہتے ہین قال اہل الاصول التاویل صرف اللفظ عن ظاہرہ لدلیل
قائم یکن دلیل فلا تاویل انتہی اور اگر کوئی کہے کہ حدیث ابن عمر سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقات تحتانیہ مین مخلوقات غیر مکلفین ہین
پس اونپر وحی حقیقی کیونکر جا سکتی ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ حدیث مذکور سے نفی مخلوقات مکلفین نہین نکلتی ہے اور اثر ابن عباس
جو بطرق متعددہ معتبرہ مطولا و مختصرا مروی ہے صریح ہے وجود مکلفین مین پس طبقات تحتانیہ مین وحی حقیقی جانے سے کون
مانع ہے الحاصل ظاہر عبارت لغوی و محلی مقتضی اسیکو ہے کہ وہ طبقات تحتانیہ مین وجود انبیاء کی قائل ہین اور تاویل خلاف
اصل ہے اور عبارت آکام المرجان سے بہی صاف واضح ہے کہ شبلی بہی قائل اس امر کی ہین کہ طبقات تحتانیہ مین انبیاء ہوئے ہین
جیسا کہ عنقریب ذکر آتا ہے **قال البعض** احتمال ہے کہ وجہ تشبیہ اثر ابن عباس مین مشارکت بہی ہو دون مماثلت فی نفسہ
جیسا کہ قسطلانی و سیوطی نے افادہ فرمایا ہے یا بشریت یا تبلیغ احکام یا ہدایت انام وغیر ذلک اذ اجاء الاحتمال بطل الاستدلال
اقول یہ احتمالات ناشیہ بلا دلیل ہین اور مخدوش ہین جملہ نبی کنبیکم سے اسواسطے کہ اس جملہ مین تشبیہ ہے ایک نبی کی ساتھ
ہمارے نبی کے یہ تشبیہ بشری کی پس قطع نظر تشبیہ کے یہ ثابت ہوا کہ اون طبقات مین ایک ایک نبی ہے اور وہ شبیہ ہے
ساتھ ہمارے نبی کی پس اگر تشبیہ مجرد بشریت یا مشارکت بہی یا ہدایت وغیرہ مین ہو تو نبی کا لفظ لغو یعنی ہو جائیگا
زیادہ توضیح اسکی یہ ہے کہ نبی کنبیکم سے دو امر ثابت ہین ایک یہ کہ اون طبقات مین ایک ایک شخص موصوف بنبوت
ہے دوسرے یہ کہ وہ شخص مشابہ ہے ساتھ ہمارے نبی کے ہے پس وجہ تشبیہ ایسی بیان کرنا چاہیے کہ صفت نبوت کی بحال خود رہے
اور تشبیہ بہی مستقیم ہو جائے اور وجوہ کہ قسطلانی وغیرہ نے بیان کین ہین اونمین سے چشم پوشی ہے بیان وجہ تشبیہ مین مشبہ کی
صفت باطل ہوتی ہے اور بعد ثبوت نبوت مشبہ کی لفظ نبی سے تشبیہ ہوگی مگر ختم نبوت مین اسلیے کہ اگر تشبیہ جملہ صفات
محمدیہ مین کی جاوے مثلیت حقیقیہ ثابت ہوتی ہے وہ ہو خلاف الاجماع اور اگر احتمال اسکا پیدا کیا جائیگا کہ نبی سے مراد مطلق
ہادی ہے تو ایسے احتمال تمام آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ مین جو مثبت نبوت انبیاء علیہم السلام ہین ساتھ ہوگا وہو باطل
الحاصل ظاہر سوق حدیث ابن عباس سے وجود انبیاء طبقات تحتانیہ مین اور تعدد آدم وغیرہ ثابت ہوتا ہے اور بانضمام عبارت
معالم و جلالین و آکام المرجان زیادہ تر اسکو تقویت حاصل ہوتی ہے **قال البعض** تو اس تجویز وجود خواتم منافی مفہوم
نص قطعی ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین ہے اسلیے کہ مفاد مجمع علیہ علماء مستفاد اس سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم خاتم تمام انبیاء کے ہین **اقول** حاشا و کلا یہ احتمال منافی اس نص کو نہین ہے کیونکہ [illegible] اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ کا
اتحاد زمان یا بعدیت از زمان خاتم الانبیاء ثابت نہین ہے بلکہ ممکن ہے کہ اواخر انبیاء طبقات تحتانیہ ہمارے خاتم الانبیاء
کے وجود کے پہلے ہوئے اپنی طبقہ کی قصر نبوت کو تکمیل کر چکے ہون بعد ازان ہمارے خاتم نے رونق افروز ہو کے ختم نبوت
مطلقہ کیا **قال البعض** [illegible] رسالت [illegible] و اطلاق ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدلول نصوص

قطعیہ کا ہی یس ہے عموم مخصوص منہ مقید ساتھ کسی زمان یا مکان کے ہی یا نہیں بر تقدیر اول اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر تقدیر
ثانی احتمال تعدد خواتم کا باطل ہوگا کیونکہ وجود خواتم یا زمانہ آنحضرت مین ہوگا یا بعد اسکے یا قبل اسکے صورت اول و
ثانی صریح باطل ہی اسلیے کہ اس صورت مین وہ منجملہ افراد مرسل الیہم کی ہونگی نہ رسول اس خاتم الرسل ہونا کجا اور صورت
ثالث بہی باطل ہے اسواسطے کہ خواتم مفروضہ اسوقت داخل افراد النبیین ہونگی نہ خاتم **اقول** صورت ثالث کی بطلان
کی کوئی وجہ نہیں اور داخل ہونا افراد النبیین مین مضر اونکی خاتم ہونیکی نہیں ہے اسواسطے کہ خاتم ہر طبقہ کا خاتم اضافی ہی
بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کی اور وجود اوسکا جب ہمارے خاتم پر سابق ہوگا تو اوسکی خاتمیت اضافیہ مین کچھ فساد نہوگا
قال البعض خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی ہی یا اضافی بر تقدیر ثانی اسکو ثابت کرنا چاہیے اور بر شق اول
وجود دو خاتم حقیقی کا علی سبیل الاجتماع عقلا و نقلا محال ہی ہر عاقل جانتا ہی کہ اول خاتم حقیقی سلسلہ نبوت کا بلکہ ہر
سلسلہ منتظمہ کا ایک ہی ہوگا **اقول** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بہ نسبت جملہ انبیاء جملہ طبقات ہی اور دعوت
آپ کی عام ہی اور خاتم طبقات باقیہ کا خاتم ہونا اضافی ہی دو خاتم حقیقی کے مجتمع ہونیکا کون قائل ہی تفصیل مقام یہ ہے
کہ تعدد خاتم کی چند صورتین ہین ایک خاتم حقیقی علی سبیل الاطلاق کا متعدد ہونا علی سبیل الاجتماع یہ صورت محال ہی
عقلا اور نصوص بہی اسکے استحالہ پر قائم ہین اور کوئی اسکے جواز کا قائل نہین دوسرے
خاتم اضافی کا متعدد ہونا اس صورت کے جواز مین شبہہ نہین ہے تیسرے تعدد خاتم بطور کہ ایک اضافی ہو اور ایک حقیقی
یہ صورت بہی جائز ہی بلکہ اس طبقہ مین بہی واقع ہی اسواسطے کہ حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل
ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خاتم حقیقی جمیع انبیاء کے ہوئے ہرگاہ یہ امر ممہد ہو چکا اب سمجھنا چاہیے کہ تعدد خواتم
بحسب تعدد طبقات سے یہ نہین لازم کہ سب خاتم حقیقی ہون تا اوسکی محال ہونیکا عقلا و نقلا فتوی دیا جاوے اور نہ یہ لازم کہ
سب خاتم اضافی ہون تا لازم آوے کہ ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم اضافی ہو وہ ہو باطل بلکہ صورت ثالثہ
بہی محتمل ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم خاتم حقیقی جملہ انبیاء جملہ طبقات کے ہون اور ہر طبقہ تحتانیہ کے آخر خاتم
اضافی بہ نسبت انبیاء اپنی طبقہ کے ہون جیسا کہ اس طبقہ مین حضرت عیسی کے نسبت سابقہ خاتم الانبیاء کے ہی لیس باوجود احتمال
اس صورت کے مطلق تعدد خواتم کو کہ جملہ نبی کنبیکم سے مستفاد ہی باطل کہنا خلاف اصول علماء ہی اور زیادہ تفصیل اس بحث کے
عنقریب گوش گذار ہوتی ہی **قال البعض** قول ابن عباس کا کسی یہودی سے ماخوذ ہی اسوجہ سے کہ ابن عباس قائل ہین کہ
اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم کو تمام عالم پر بزرگی دی ہی اور اس قول سے اونکی خلاف اس امر کا معلوم
ہوتا ہی **اقول** صحابہ دو قسم کی تہی بعض احبار یہود اور کتب بنی اسرائیل سے اخذ کرتی تہی جیسے عبد اللہ بن عمرو بن العاص وغیرہ
اور بعض اس سے اجتناب کرتے تہی بلکہ فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم سے اخذ کرتی تہی مثل ابو ہریرہ کے جیسا کہ فتح الباری
وغیرہ مین مصرح ہی اور مثل ابو الدرداء کی جیسا کہ سیوطی نے اپنی رسالہ بزوغ الہلال فی الخصال الموجبۃ للظلال مین تصریح
کی ہی اور مثل عمر و ابن عباس و ابن مسعود وغیرہ جیسا کہ سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث مین لکھتے ہین قد منع عمر

لعبا عن التحدیث بما فی الکتب المتقدمة وانما اکثر کتبه اولا یحتنک بما حل بالقریة واصح منه قول ابن عباس لم ولو فنا

کتابنا وقال لا حاجة بنا الی غیرنا کذا انتہی من شئلہ ابن مسعود وغیرہ من الصحابة انتہی اور صحیح بخاری میں موجود ہے کہ حضرت
ابن عباس کتب اہل کتاب سے روایت کرنے سے زجر فرماتے تھے غرض یہ عبارت اونکی مشکور ہوگی پس احتمال الحاق کا کہ ابن عباس نے
اس قول کو کسی یہودی سے اخذ کیا باطل ہے اور اس اثر سے مفضولیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی کسی نبی سے یا مساوات
آپکے ساتھ کسی نبی کی ہرگز نہیں مفہوم ہوتی ہے تاکہ یہ حدیث مخالف اعتقاد ابن عباس ہو کیونکہ تشبیہ میں مساوات
طرفین شرط نہیں ہے اور نہ افضلیت مشبہ تشبیہ سے سمجھی جاتی ہے اور لفظ نبی کنبیکم سے یہ نہیں مستفاد ہے کہ ہر طبقہ میں ایک
ایک نبی مماثل آنحضرت کے یا آپ سے افضل ہے بلکہ اسیقدر مفہوم ہوتا ہے کہ ہر طبقہ میں ایک نبی مشابہ آنحضرت کے ہے اور مشابہت
میں اتحاد جمیع صفات کمالیہ میں لازم نہیں پس ہوسکتا ہے کہ ہر طبقہ کا نبی جو خاتم سلسلہ نبوت ہو ساتھ آنحضرت کے
مجرد ختم میں تشبیہ دیا گیا ہو اگرچہ دونو ختموں میں تفاوت ہو **قال البعض** کلمہ نبیکم کا ارتداد ہے کیونکہ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ نبی تمہارے ہیں ہمارے نہیں پس ایسا قول ابن عباس نہیں کہہ سکتے بلکہ کسی یہودی کا قول ہوگا **اقول** سبحان اللہ
کیا تقریر ہے مضحکہ ہر صغیر وکبیر ہے اسقدر بھی معلوم نہیں کہ کلمہ نبیکم سے یہ کب مفہوم ہوتا ہے کہ وہ نبی ہمارے نہیں جیسے کسی نے کہا
ہذا اخو زید اس سے یہ کب مستفاد ہوتا ہے کہ وہ فقط زید کا بھائی ہے اور کسی کا بھائی نہیں اور یہ کلمہ محاورہ میں شائع و ذائع تھا
صحیح مسلم میں ابن مسعود سے مروی ہے من سرہ ان یلقی اللہ غدا مسلما فلیحافظ علی ہؤلاء الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فان اللہ
شرع لنبیکم سنن الہدی وانہن من سنن الہدی ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ہذا المتخلف فی بیتہ لترکتم سنة نبیکم
ولو ترکتم سنة نبیکم لضللتم اور بھی صحیح مسلم میں حضرت عمر سے مروی ہے قال اما ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ
یرفع بہذا الکتاب اقواما ویضع بہ آخرین اور بھی صحیح مسلم میں ابو حسان سے مروی ہے قال قیل لابن عباس ان ہذا الامر
قد تفشغ بہ الناس ان من طاف بالبیت فقد حل الطواف عمرة فقال ابن عباس سنة نبیکم وان رغمتم اور صحیح بخاری میں
ابن عباس سے مروی ہے قال یا معشر المسلمین کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار
باللہ اور ابو نعیم حلیة الاولیاء میں معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں قال من سرہ ان یلقی اللہ آمنا فلیأت ہذہ الصلوات
الخمس حیث ینادی بہن فانہن من سنة نبیکم ولا تقل ان لی مصلی فی بیتی فاصلی فیہ فانکم ان فعلتم ذلک ترکتم سنة نبیکم ولو ترکتم
سنة نبیکم لضللتم اور ابن حجر اصابہ فی احوال الصحابہ میں لکھتے ہیں روی اسمعیل السدی عن انس لو بقی ابراہیم ابن رسول اللہ لکان
نبیا ولکن لم یکن لیبقی فان نبیکم آخر الانبیاء پس اگر کلمہ نبیکم کلمہ ارتداد ہوتا حضرت عمر وابن مسعود وابن عباس ومعاذ وانس
اسکے ساتھ تکلم نہ فرماتے **قال البعض** اثر ابن عباس میں ذکر موسی کا نہیں ہے اس سے لازم آتی ہے تفضیل مفضول اور اگر
قائل اسکا یہودی ہو تو البتہ وجہ ترک ذکر موسی کے یہ ہوسکتی ہے کہ بزعم یہود مماثل موسی کے کوئی نہیں ورنہ یہ کب
ہوسکتا ہے کہ آنحضرت کے چھ مثل موجود ہوں اور مثل موسی کا ایک بھی نہو پس ثابت ہوا کہ اسکو ابن عباس نے کسی یہودی سے
اخذ کیا **اقول** ابن جریر وغیرہ نے اس حدیث کو یوں روایت کیا ہے قال ابن عباس فی کل ارض مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق

اور ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا اسناده صحیح اور کلمہ علی الارض کا عام ہی پس معلوم ہوا کہ شامل سبھی طبقات زمین
ہوگا اور نبی کنبیکم یا عیسی کعیسیٰ یا نوح کنوح سے یہ نہیں مستفاد ہی کہ ہر طبقہ میں ایک ایک نبی مانند ان انبیاء کے جمیع صفات
کمالیہ میں تہی تا نہ ذکر کرنا ہونیکی دلالت کری کہ یہ قول یہودی کا ہی بلکہ اسقدر مفہوم ہوتا ہی کہ ہر طبقہ میں ایک نبی مانند
ان انبیاء کی تہی اگرچہ مشابہت بعض صفات میں ہو **قال البعض** یہ حدیث ابن عباس مخالف قرآن ہی کیونکہ
حق تعالی ارشاد کرتا ہی ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور خبر آحاد مخالف قرآن کے باطل ہی **اقول** یہ حدیث اگر بشرط اثر
کے ہو کہ ہر طبقہ میں ایک ایک نبی آنحضرت کی زمانہ میں صاحب شرع جدید اور نبی مستقل تہا تو البتہ مخالف ہوگی حال آنکہ
یہ امر اوس سے مستفاد نہیں پس جائز ہی کہ اواخر سلاسل تحتانیہ آنحضرت کے زمانہ کی قبل ہو گئی ہوں یا آنحضرت کے زمانے میں ہوں کی متبع
شریعت محمدیہ کے ہو گئے ہوں کیونکہ بعد آنحضرت کی یا زمانے میں آنحضرت کے مجرد کسی نبی کا ہونا محال نہیں بلکہ صاحب شرع جدید ہونا البتہ
ممتنع ہی چنانچہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات میں زیر حدیث لو عاش ابراہیم لکان نبیا کی لکہتے ہیں ای لو عاش لکان من اتباعہ
کعیسے والخضر والیاس فلا ینا قض قولہ تعالی خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی بعدہ نبی ینسخ ملتہ انتہی اور حافظ ابن حجر اصابہ
فی احوال الصحابہ میں لکہتے ہیں استدل البعض علی موت الخضر لقولہ علیہ السلام لا نبی بعدی وبسط ابن حیۃ القول فی ذلک وتعقب
بعیسے فانہ نبی قطعا وثبت انہ ینزل الی الارض فی آخر الزمان ویحکم بشریعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجب حمل النفی علی انشاء النبوۃ
لکل احد من الناس لا علی نفی وجود نبی کان قد نبی قبل ذلک انتہی **قال البعض** اہل اسلام کا یہ قول ہی کہ طبقات زمین کے
باہم متصل ہیں اور اس اثر سے معلوم ہوتا ہی کہ طبقات جدا جدا ہیں پس یہ اثر باطل ہی **اقول** اتصال طبقات زمین مذہب
علماء ہیئت کا ہی اور وہ مردود ہی ساتہ احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتی ہیں انفصال پر جامع ترمذی میں ابوہریرہ سے
مروی ہی قال کنا جلوسا مع رسول اللہ فمرت سحابۃ فقال اتدرون ما ہذہ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ یسوقہا اللہ الی اہل بلد
لا یعبدونہ ولا یشکرونہ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک موج مکفوف وسقف
محفوظ ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فوق ذلک سماء ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ
اعلم قال فوق ذلک سماء بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع سموات قال ہل تدرون ما تحتہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ارض اخر
ما بینہما مسیرۃ خمسمائۃ عام حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمسمائۃ عام انتہی مختصرا اور اسیطرح روایت کیا ہی اسحق بن راہویہ بزار و
ابو الشیخ وابن مردویہ وبیہقی نے اور یہی ہی مقتضا ان احادیث صحیحہ کے اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہی کہ ہر طبقہ زمین دوسرے طبقہ سے جدا ہی اور
ہر طبقہ سے دوسرے طبقہ تک پانسو سال کی راہ ہی اور جو بعض اہل اسلام اتصال طبقات کے قائل ہوئے اونکو یہ حدیثیں نہیں
پہونچیں ورنہ کبہی ایسی بات نہ کہتے پس قول اونکا مردود ہی اور صحیح وہی ہی جو احادیث سے ثابت ہی جیسا کہ فتح الباری وغیرہ میں مصرح
ہی پس قول مردود کو اختیار کرکے ایک حدیث صحیح کو مردود کرنا کمال جرأت نفسانی ہی اور بعض عوام کہتے ہیں کہ اگر زمین کے
طبقات جدا جدا ہوں اور ایک دوسرے کے نیچے ہوویں تو طبقات تحتانیہ میں آفتاب ماہتاب کی روشنی کیونکر پہونچتی
ہوگی اور شب وروز وہاں کیونکر ہوتی ہوگی اور یہ خلاف عقل ہی اسکا جواب یہ ہی کہ علماء اسلام طبقات کی کیفیت میں مختلف ہیں

بعضے کہتے ہین کہ ہر طبقہ زمین کا کروی ہی پس صورتا ہین البتہ ارباب طبقات تحتانیہ آسمان و ماہتاب و آفتاب نہ دیکھتے ہونگے لیکن ہر طبقہ مین حق جلشانہ نے ایک قسم کی روشنی پیدا کردی ہی کہ اوس سے وہ مستفید ہوتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ زمین کے طبقات کروی نہین ہین پس صورت مین اسی ماہتاب و آفتاب وغیرہ کی روشنی ہر طبقہ مین پہونچتی ہی حاشیہ سلیمان جمل حاشیہ تفسیر جلالین مین لکھتے ہین فی مشاہدتہم السماء واستمدادہم الضوء قولان احدہما انہم یشاہدون السماء من کل جانب من ارضہم ویستمدون الضیاء منہا قال ابن عادل ہذا قول من جعل الارض مبسوطۃ الثانی انہم لا یشاہدون السماء وان اللہ خلق لہم ضیاء یشاہدونہ قال ابن عادل وہذا قول من جعل الارض کرۃ انتہی **قال البعض** بر تقدیر صحت حدیث ابن عباس کے لازم آتا ہی کہ اس طبقہ مین دو آدم ہون اسلیے کہ عموم کل ارض شامل اس ارض کو بھی ہی پس چاہیے کہ اس ارض مین ایک آدم مثل آدم ہمارے لیکن لازم باطل ہی پس حدیث مذکور باطل ہی **اقول** مراد کل ارض سے ہر طبقہ زمین کا ہی طبقات تحتانیہ سے اور یہ طبقہ کل ارض سے بدلالت عقل خارج ہی جیسے عموم واللہ علی کل شئی قدیر سے ذات حق جلشانہ کہ شئی مین داخل ہی خارج ہی بدلالت عقل **قال البعض** حدیث مخالف اجماع اہل اسلام کے ہی کیونکہ اہل اسلام کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہین **اقول** بلا شک و ریب آنحضرت کی ذات افضل المخلوقات ہی لیکن اس حدیث سے کب اوسکی خلاف ثابت ہوتا اوسکا بطلان لازم آوے اسواسطے کہ تشبیہ نبی کی نبیکم مین جمیع صفات کمالیہ محمدیہ مین نہین ہی الی ہہنا تم الکلام علی من فرط وافرط باتباع الہوی وذلک مبلغہم من العلم ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وہو اعلم بمن اہتدی **اب** صاحب کشف الالتباس کے شبہات کا جواب دیتا ہون اور اونکی خدشات کو مرتفع کرتا ہون **قال** الالتباس زبان مین ایک فتوی اثبات وجود انبیاء وغیرہ ہر طبقہ زمین مین اور نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نسبت اہل طبقات دیگر منسوب بجانب جناب ابو الحسنات **محمد عبد الحی** لکھنوی کے دیکھا گیا اوس سے ثابت ہوا کہ مجیب صاحب نے امور مذکورہ کا دعوی صرف باعتبار اس کے کیا ہی کہ اثر ابن عباس تفسیر آیہ کریمہ ومن الارض مثلہن بلفظ قال ابن عباس وارد ہی اوسکو محدثین نے صحیح کیا ہی لاجرم بموجب اثر مذکور سے ثابت ہوا کہ جسطرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم الرسل اس طبقہ مین ہین اسیطرح سے ایک ایک خاتم ہر طبقہ مین ہی لیکن خاتم مثل اس خاتم کے نہین ہی **اقول** نسبت کرنا نفی شمول دعوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنسبت اہل دیگر طبقات طرف جواب فقیر کے افترا بحت ہی کہیں و ہمین یہ مضمون نہین ہی ہان حاصل جواب سابق کا اسیقدر ہی کہ اثر مذکور صحیح ہی اور اوس سے طبقات باقیہ مین سلسلہ آدم وخواتم کا ہونا ثابت ہی لیکن وہ خواتم مثل ہمارے خاتم کے نہین ہین اس سے یہ گمان نہ ہو کہ ہمارے خاتم کی خاتمیت مختص ساتہ اس طبقہ کے ہی اور چونکہ اثر ابن عباس سے وجود سلاسل نبوت ہر طبقہ مین ثابت ہی اور ہر سلسلہ کے واسطے ایک آخر ضرور ہی بنا بر علیہ مین نے خواتم کا اطلاق کیا یعنی خواتم اضافیہ کے بہ معنی اسکے کہ بعثت نبویہ انہی طبقہ کی خاص ہے اور ہر ہر طبقہ مین جو ان کے آخر الانبیاء کی نبوت مستقلہ ہو کیونکہ ایسی کوئی دلیل سے ثابت نہین اور یہ رائے اسی عنہ ہرگز قائل نہین جو میری طرف اس امر کو نسبت کرے وہ مفتری ہی **قال** پانچوین یہ امر ناقابل کے کہ اثر مذکور بقاعدہ اصول حدیث صحیح اور منہا اثبات وجود انبیاء وخواتم طبقہ زمین مین صحیح ہو اور منہا او سمجھا اسی شعری کے قائم

ہوسکتی ہے کہ ایک ایک خاتم ہر طبقہ میں ہو تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اثر مذکور بالفاظ مختلفہ حضرت عبد اللہ بن عباس
سے وارد ہے ایک تو روایت ابن جریر طبری مفسر ہے عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس قال فی کل ارض
مثل ابراہیم ونحو ما علی الارض من الخلق قال ابن حجر ہکذا اخرجہ مختصرا واسنادہ صحیح اور لفظ نحو ما علی الارض سے معلوم
ہوتا ہے کہ طبقات زمین میں انس و طیور و دواب وغیرہ موجود ہیں جیسا کہ اس عالم میں ہیں ہذا حضرت مجیب جو عبارت
بدائع الدہور وغیرہ سے ثابت کرتے ہیں کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہیں ہے وہ بظاہر مخالف اثر
کے ہے **اقول** بدائع الدہور وغیرہ میں سکان طبقات باقیہ کا انحصار اون اقوام میں جنکا ذکر کیا ہے نہیں کیا ہے
تا مخالفت ساتھ اس اثر کے لازم آوے **قال** دوسری روایت حاکم اور بیہقی کی اور کہا بیہقی نے اسناد اسکی صحیح ہے
مگر بغایت شاذ ہے پس یہ اثر بقاعدہ اہل فن حدیث کے قابل احتجاج نہیں بچند وجہ اول یہ کہ حدیث مذکور حسب اقرار
مجیب اور بقرار داد بیہقی و ابن حجر و سیوطی کے شاذ ہے اور حدیث شاذ لائق احتجاج نہیں ابن ابی شریف خلاصہ مصطلح
اصول حدیث میں لکھتے ہیں الشاذ ہو ما لیس لہ الا اسناد واحد شذ بہ شیخ ثقۃ او غیر ثقۃ فما کان من غیر ثقۃ فمتروک
وما کان عن ثقۃ فیتوقف فیہ ولا یحتج بہ **اقول** اگر مراد یہ ہے کہ بعض افراد حدیث شاذ کے قابل احتجاج نہیں تو صحیح ہے لیکن
مضر نہیں کیونکہ حدیث مذکور بعض میں کیون ہو اور اگر مراد یہ ہے کہ ہر شاذ قابل احتجاج نہیں تو غلط او مخالف کتب
اصول حدیث کے ہے محدثین تصریح اس امر کی کرتے ہیں کہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود تفصیل اسکی جیسا کہ مقدمہ
ابن الصلاح میں مصرح ہے یہ ہے کہ جب کوئی راوی متفرد ہو ساتھ کسی حدیث کے پس اگر روایت اوسکی مخالف ہے دوسرے راوی
احفظ او اوثق کی روایت میں وہ شاذ مردود ہوگی اور اگر مخالفت نہو بلکہ مجرد تفرد ہو پس اگر متفرد فی نفسہ حافظ
ثقہ عدل ہو روایت اوسکی مقبول و شاذ صحیح ہوگی اور اگر مراتب رواۃ حسن میں ہو حدیث اوسکی شاذ حسن ہوگی اور اگر درجات
رواۃ صحیح و حسن سے بعید ہو اس صورت میں شاذ منکر ہوگی اور حضرت معترض نے جو تعریف شاذ کی اور اوسکا حکم مثلا ابن ابی شریف سے نقل کیا اوسکی کیفیت
یہ ہے کہ یہ تعریف شاذ کی خلیلی سے منقول ہے مگر ارباب تحقیق کے نزدیک مخدوش ہے کیونکہ اس تعریف پر لازم آتا ہے کہ متفردات ثقات کی مقبول
نہوں حالانکہ صحاح ستہ میں بہت افراد ثقات ہیں کہ وہ ائمہ کے مستند ہیں حافظ زین الدین عراقی شرح الفیۃ الحدیث
میں لکھتے ہیں اختلف اہل العلم بالحدیث فی صفۃ الحدیث الشاذ فقال الشافعی لیس الشاذ ان یروی الثقۃ ما لا یروی غیرہ انما
الشاذ ان یروی الثقۃ حدیثا یخالف ما روی الناس وحکی ابو یعلی الخلیلی عن جماعۃ من اہل الحجاز نحو ہذا وقال الحاکم ہو الحدیث
الذی یتفرد بہ ثقۃ من الثقات ولیس لہ اصل متابع لذلک الثقۃ فلم یشترط الحاکم فیہ مخالفۃ الناس وقال ابو یعلی الخلیلی الذی علیہ
حفاظ الحدیث ان الشاذ ما لیس لہ الا اسناد واحد یشذ بذلک ثقۃ کان او غیر ثقۃ فما کان غیر ثقۃ فمتروک لا یقبل وما کان
عن ثقۃ یتوقف فیہ ولا یحتج بہ فلم یشترط الخلیلی فی الشاذ تفرد الثقۃ بل مطلق التفرد ورد ابن الصلاح ما قال الحاکم والخلیلی
بافراد الثقات الصحیحۃ فقال ابن الصلاح اما ما حکم الشافعی علیہ بالشذوذ فلا اشکال فی انہ شاذ غیر مقبول واما ما حکینا
عن غیرہ فیشکل بما یتفرد بہ العدل الضابط الحافظ کحدیث انما الاعمال بالنیات واوضح من ذلک فی ذلک حدیث عبد اللہ بن دینار

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نہی عن بیع الولاء وہبتہ تفرد بہ عبد اللہ بن دینار وحدیث مالک عن الزہری
عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم دخل مکۃ وعلی راسہ المغفر تفرد بہ مالک عن الزہری فکل ہذہ مخرجۃ فی الصحیحین
مع انہ لیس لہا الا اسناد واحد تفرد بہ الثقۃ وقد قال مسلم للزہری نحو تسعین حرفا یرویہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یشارکہ
فیہ احد باسانید جیاد قال فہذا الذی ذکرناہ وغیرہ من مذاہب ائمۃ الحدیث یبین لک انہ لیس الامر فی ذلک علی الاطلاق
الذی اتی بہ الخلیلی والحاکم بل الامر فی ذلک علی تفصیل نبینہ فنقول اذا انفرد الراوی بشیء نظر فیہ فان کان مخالفا لما رواہ
من ہو اولی منہ بالحفظ لذلک واضبط کان ما انفرد بہ شاذا مردودا وان لم یکن فیہ مخالفۃ لما رواہ غیرہ وانما ہو امر رواہ
ہو ولم یروہ غیرہ فینظر فی ہذا الراوی المنفرد فان کان عدلا حافظا موثوقا باتقانہ وضبطہ قبل ما انفرد بہ ولم یقدح الانفراد فیہ وان لم یکن
ممن یوثق بحفظہ واتقانہ لذلک الذی انفرد بہ کان انفرادہ بہ خارما لہ مزحزحا لہ عن حیز الصحیح ثم ہو بعد ذلک دائر بین مراتب متفاوتۃ
فان کان المنفرد بہ غیر بعید من درجۃ الحافظ الضابط المقبول تفردہ استحسنا حدیثہ وان کان بعیدا من ذلک رددنا ما انفرد بہ
وکان من قبیل الشاذ المنکر انتہی آور قاضی بدر الدین بن جماعہ بعد نقل کلام ابن صلاح کے لکھتے ہیں ہذا التفصیل حسن نفیس انتہی اور [illegible]
الکریم بن عبد الرحمن اسعاف النظر شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں استقراء موارد استعمال المنکر والشاذ یدل علی ان المنکر والشاذ
لا یلزم ان یکون حدیثا مردود الروایۃ انتہی پس ان عبارات سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مطلق شاذ کو مردود کہنا جیسا کہ خلیلی نے
نقل کیا غلط ہے بلکہ شاذ کبھی مقبول ہوتی ہے اور کبھی مردود پس اب سمجھنا چاہیے کہ اس نسخ میں علت شذوذ بوجہ تفرد مسلم بن صبیح
ابو الضحی ہے نہ مخالفت ثقات دیگر اور وہ فی نفسہ ثقہ ہے پس یہ حدیث شاذ مقبول ہو گی اور اگر شاذ مردود ہوتی تو بیہقی اس پر بعد
حکم شذوذ کے حکم صحت کا نہ دیتا کیونکہ صحت مصطلحہ اہل حدیث میں سلامت عن العلل والشذوذ شرط ہے کما لا یخفی علی من
طالع المختصرات فضلا عن المطولات **قال** دوم یہ کہ اثر مذکور اگرچہ تفسیر صحابی قرار دیا جاوے تو وہ حکم حدیث موقوف کا
رکھتا ہے اور حدیث موقوف نزدیک اہل فن کے حجت نہیں **اقول** قول صحابی کا ایسے امور میں کہ جس میں رائے اور اجتہاد کو
مداخلت نہو جیسے اخبار بدء خلق اور قصص انبیاء وغیرہ نزدیک محدثین کے حکم مرفوع میں ہے حافظ ابن حجر شرح نخبۃ الفکر میں
لکھتے ہیں مثال المرفوع من القول حکما ما یقولہ الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ ولا لہ تعلق ببیان لغۃ او شرح غریب کالاخبار عن
الامور الماضیۃ من بدء الخلق واخبار الانبیاء او الآتیۃ کالملاحم والفتن واحوال یوم القیامۃ وانما کان حکمہ المرفوع لان اخبارہ بذلک یقتضی
مخبرا لہ اذ لا مجال للاجتہاد فیہ ولا موقف للصحابۃ الا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتہی اور ابن حجر کتاب النکت علی ابن الصلاح میں لکھتے ہیں
ما قالہ الصحابی مما لا مجال للاجتہاد فیہ فحکمہ الرفع کالاخبار عن الامور الماضیۃ من بدء الخلق وقصص الانبیاء وعن الامور الآتیۃ کالملاحم
والفتن وصفۃ الجنۃ والنار والاخبار عن عمل یحصل بہ ثواب مخصوص او عقاب مخصوص انتہی ان عبارات سے واضح ہو کہ جو بعض علماء نے
اپنے رسائل میں تحریر کیے ہیں کہ فقط تفسیر صحابی جو متعلق ہے شان نزول کے ساتھ حکم مرفوع میں ہے نہ امر دیگر غلط ہے اور اسی طرح حافظ عراقی
نے شرح جامع ترمذی میں اور ابو بکر بن العربی نے شرح ترمذی میں اور امام فخر الدین رازی نے محصول میں اور ابن عبد البر نے شرح موطا میں
تصریح کی ہے پس بنا علی ہذا اثر ابن عباس جو متعلق ہے ساتھ بدء خلق اور قصص انبیاء کے حکم مرفوع میں ہو گا اور قول ابن عباس کا فی کل ارض

اور جبکہ ذکر اوس کا بعینہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سمجھا جاویگا اگر یہ شبہ ہووے کہ قول صحابی کا مالا یعقل میں حکم
مرفوع میں نہیں ہے بلکہ اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ نہیں کرتا ہے اور ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کرتے تھے پس انکا
قول حکم مرفوع میں نہ ہوگا تو اوسکو یوں دفع کرنا چاہیے کہ یہ قید اگرچہ ابن حجر وغیرہ نے ذکر کی ہے لیکن سخاوی نے شرح الفیہ حدیث
میں اوسکو مقدوح کر دیا اور اس امر کو اختیار کیا کہ قول صحابی مالا یعقل میں خواہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو یا نہو حکم مرفوع
میں ہے عبارت اونکی یہ ہے قال ابن العربی فی القبس اذا قال الصحابی قولا لا یقتضیہ القیاس فانہ محمول علی المسند الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ومذہب مالک وابی حنیفۃ انہ کالمسند انتہی وہو ظاہر من احتجاج الشافعی فی الجدید بقول عائشۃ فرضت الصلوۃ رکعتین رکعتین حیث
اعطاہ حکم المرفوع لکونہ مما لا مجال للرای فیہ مع احتمال ان اباہریرۃ حدث کعب الاحبار بحدیث فقدت امۃ من بنی اسرائیل لا یدری
ما فعلت فقال لہ کعب انت سمعت ہذا من رسول اللہ قال نعم وتکرر ذلک فقال لہ ابو ہریرۃ افاقرأ التوراۃ اخرجہ البخاری فی بدء الخلق
من صحیحہ قال شیخنا ابن حجر فیہ ان اباہریرۃ لم یکن یاخذ عن اہل الکتاب وان الصحابی الذی یکون کذلک اذا اخبر بما لا مجال للرای فیہ یکون
للحدیث حکم الرفع انتہی وہذا یقتضی تقیید الحکم بالرفع لصدورہ ممن لم یاخذ عن اہل الکتاب وقد صرح شیخنا بذلک فی مسئلۃ تفسیر الصحابی
وسبقہ شیخہ لہذا التقیید ولشیخنا فی ذلک نظر فانہ یبعد ان الصحابی المتصف بالاخذ عن اہل الکتاب یسوغ حکایۃ شیء من الاحکام الشرعیۃ التی
لا مجال للرای فیہا مستندا الی ذلک من غیر عزو مع علمہ بما وقع فیہ من التبدیل والتحریف بحیث سمی عبد اللہ بن عمرو بن العاص صحیفتہ
بالصادقۃ احترازا عن الصحیفۃ الیرموکیۃ وکونہ فی مقام التبلیغ للشریعۃ المحمدیۃ فحاشاہم من ذلک انتہی اور اسیکو شیخ الاسلام ابو یحیی زکریا
الانصاری نے فتح الباقی شرح الفیہ العراقی میں اختیار کیا عبارت اونکی یہ ہے ما اتی عن صحابی موقوفا علیہ حیث لا مجال فیہ للرای بان
لا یکون للاجتہاد فیہ مدخل حکمہ الرفع وان احتمل اخذ الصحابی عن اہل الکتاب تحسینا للظن انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ قول صحابی کا
مالا یعقل میں جب تک تصریح اخذ عن اہل الکتاب کی وارد نہووے حکم مرفوع میں ہے اگرچہ وہ صحابی آخذ عن الاسرائیلیات ہو پس یاخن فیہ یعنی قول
ابن عباس حکم میں قول رسول اللہ سمجھا جاویگا اور اگر تسلیم کیا جاوے کہ قول اوس صحابی کا جو اسرائیلیات سے اخذ کرتا ہے حکم مرفوع میں نہیں
ہے تو بھی کچھ ضرر نہیں کیونکہ ابن عباس اون صحابہ میں ہیں کہ اخذ عن کتب بنی اسرائیل کو بد جانتے تھے اور اونسے اخذ نہیں کرتے تھے کما سیجیء انشاء اللہ تعالی
فائدہ بعض ناظرین کہتے ہیں کہ یہ قول ابن عباس کا اثر ہے حدیث نہیں ہے اسوجہ سے مقبول نہوگا اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ حدیث اصطلاح محدثین میں
عام ہے قول رسول اور قول صحابی و قول تابعی سے جیسا کہ سیوطی تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں لکھتے ہیں قال الطیبی الحدیث
اعم من ان یکون قول الرسول علیہ الصلوۃ والسلام والصحابی والتابعی وفعلہم وتقریرہم انتہی اور زیادہ تفصیل اس کی بیچ شرح
رسالہ سید شریف میں جسکا نام ظفر الامانی فی شرح مختصر الجرجانی ہے کی ہے من شاء فلیرجع الیہ قال [illegible] کہ تنہا تصحیح حاکم کی
اس حدیث میں حجت نہیں چنانچہ بستان المحدثین وغیرہ میں لکھا ہے کہ بسیار احادیث ہستند کہ حاکم حکم بصحت آن نمودہ و شرط احادیث
صحیحین نگاشتہ وعلماء اعلی تخطیہ ایشان کردہ اند لہذا ذہبی گفتہ حلال نیست کسی راکہ بتصحیح حاکم غرہ شود تا وقتیکہ تعقبات و
تلخیصات مرا نہ بیند اقول تنہا تصحیح حاکم کا معتبر ہونا اس مقام میں کیا ضرر کریگا اسواسطے کہ بیہقی نے بھی حکم صحت اسناد اوس اثر کا موافقت
حاکم کی کی ہے اور ذہبی نے خود موافقت حاکم کی کی ہے کما مختصر کو علی شرط البخاری و مسلم اور مطول کو حسن الاسناد کہا جیسا کہ اونکی [illegible]

یعنی ابو البقاء محمد بن عبد اللہ بدر الدین شبلی نے آکام المرجان میں نقل کیا اور ارباب کشف کے نزدیک بھی یہ حدیث صحیح صادق ہے جیسا کہ
بحر العلوم شرح مثنوی مولانا رومی میں دفتر اول میں لکھتے ہیں مراد از ارض اللہ واسعة ارضی ہست کہ شیخ اکبر در باب ایں از فتوحات
ذکر کردہ اند و ایں ارض مخلوق ست از قدر بقیہ ششم از طین باقی ماندہ از طینی کہ آدم ازاں مخلوق شدہ و درین ارض عالمی
پیدا کردہ است اللہ تعالیٰ بہ صنوبا یان از ابن عباس منقول ہست کہ دراں مثل ایں خلق ست تا اینکہ مثل ابن عباس شیخ اکبر گفتہ کہ ایں
روایت صادق ست نزد اہل کشف انتہی **قال** چوتھی یہ کہ قوت اس اثر کی جو اوسکی سند میں ہے شذوذ اور عدم متابعت سے
دور ہو جاتی ہے اور حدیث مذکور منکر بھی ہو جاتی ہے انتہی **اقول** حدیث منکر مطلقا مردود نہیں ہے بلکہ بعض منکر حسن ہے اور بعض
صحیح اور بعض مردود جیسا کہ مقدمہ ابن الصلاح میں ہے الصواب فیہ التفصیل الذی بیناہ آنفا فی شرح الشاذ انتہی **قال**
پانچویں یہ کہ صحت اسناد حدیث سے صحت متن حدیث لازم نہیں آتی کیونکہ اکثر ایسے احادیث ہیں کہ اونکی اسناد صحیح ہیں
اور اوسکی متن میں شذوذ یا علت واقع ہے کہ صحت حدیث کی مانع ہے اور یہ اثر بباعث شذوذ و عدم متابعت کے اسیطرح جیسے ہے
امام قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے فقیہ انہ لا یلزم من صحة الاسناد صحة المتن کما ہو معروف عند اہل الشان
فقد یصح الاسناد ویکون فی المتن شذوذ او علة تقدح فی صحتہ ومثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف وقال فی البدایة ہذا محمول
ان صح نقلہ علی ان ابن عباس اخذہ من الاسرائیلیات اور اسیطرح سخاوی نے مقاصد حسنہ میں لکھا ہے حدیث الارضون سبع فی کل ارض
من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم وابراہیم کابراہیمکم وہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذ من الاسرائیلیات ای اقاویل
بنی اسرائیل مما ذکر فی التوراة واخذ عن علمائہم ومشائخہم کما فی شرح النخبة وذلک وامثالہ اذا لم یخبر بہ معصوم ولم یصح سندہ
الیہ فہو مردود علی قائلہ پس لفظ مثل ہذا لا یثبت بالحدیث الضعیف اور لفظ ہذا ان صح پر غور فرمائیے اور سمجھیے کہ
سخاوی و قسطلانی او صاحب البدایة صحت حدیث کے قائل نہیں ہیں **اقول** اس مقام پر چند طرح کا کلام ہے **اول** یہ کہ اگرچہ صحت
اسناد صحت متن کو مستلزم نہیں اور حکم صحت اسناد سے حکم صحت متن لازم نہیں مگر جب حافظ معتمد ایک حدیث کو
صحیح الاسناد کہدے اور اوسمیں کوئی علت بیان نہ کرے تو ظاہر اوس سے حکم صحت متن کا ہوتا ہے ابن الصلاح تحریر کرتے ہیں
غیر ان المصنف المعتمد منہم اذا اقتصر علی قولہ انہ صحیح الاسناد ولم یذکر لہ علة ولم یقدح فیہ فالظاہر منہ الحکم بانہ صحیح فی نفسہ لان عدم العلة
والقادح ہو الاصل انتہی اور حافظ عراقی شرح الفیہ میں بعد نقل اس کلام کے کہتے ہیں قلت کذلک ان اقتصر علی قولہ حسن الاسناد ولم
یعقبہ بضعف فہو ایضا محکوم لہ بالحسن انتہی اور اثر متنازع فیہ میں حاکم نے صحیح الاسناد پر اقتصار کیا اور نقاد فن ابو عبد اللہ
ذہبی نے جنکا اعتماد اور حفظ ارباب فن پر مخفی نہیں اور تصحیح حاکم بغیر تطبیق اونکی کلام کے مقبول ہوتی نہیں اسناد حسن پر قصر فرمایا
پس ظاہر اس سے صحت متن مفہوم ہوگی **دوسرے** یہ کہ بیہقی نے بھی اسکو صحیح کیا اور بطور استدراک کے شذوذ کو بیان کردیا جیسا کہ
زرقانی اور سیوطی اور ابن حجر وغیرہ اپنی اپنی تصانیف میں نقل کرتے ہیں قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرة لا اعلم لابی الضحی
علیہ متابعا انتہی لیکن شذوذ صحت حدیث میں قادح نہیں ہے اسواسطے کہ اس مقام پر شذوذ سے تفرد ثقہ ہے بطور مجاز
راوی اوثق اور صحت حدیث میں جو شذوذ مخل ہے وہ بمعنی مخالفت اوثق و ارجح ہے چنانچہ سیوطی نے تدریب الراوی شرح تقریب النواوی میں

تحت قول ابن لف کی من غیر شذوذ ولا علۃ جو تعریف صحیح میں واقع ہی لکھتے ہیں قیل لم یفصح بمرادہ من الشذوذ ہہنا وقد ذکر فی
نوعہ ثلاثۃ اقوال مخالفۃ الثقۃ لارجح منہ وتفرد الثقۃ مطلقا وتفرد الراوی مطلقا ورد الاخیرین والظاہر انہ اراد ہہنا
الاول انتہی اور سخاوی فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں لکھتے ہیں انہم فسروا الشذوذ المشروط نفیہ ہہنا بمخالفۃ الراوی
فی روایتہ من ہو ارجح منہ عند تعسر الجمع بین الروایتین انتہی پس مجرد شذوذ وجہ ضعف کا نہیں ہوتا اور تفرد مجرد کو مخل صحت حدیث
گردانا جیسا کہ حلبی نے انسان العیون میں اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں اور زرقانی نے شرح مواہب میں واقع ہوا ہی مخالف
اور مخالف کلام محدثین ہی اسواسطے کہ ماتحن فیہ میں شذوذ بطریق مخالفت راوی وثق کی نہیں ہی بلکہ بطریق مجرد تفرد ابو الضحی جیسا کہ
بیہقی نے خود ہی شذوذ کی توضیح بلفظ لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ کی ہی اور قادح صحت حدیث میں شذوذ اول ہی نہ ثانی سوم
یہ کہ حضرت مولوی جو مقاصد کی عبارت نقل کی اوسکا کہیں نشان نسخہ سندر اولہ مقاصد میں نہیں ہی بلکہ فقیر میں جو نسخہ بطور تبرک کے
دیار عرب سے آیا نہایت عمدہ وصحیح ہی مصنف کے روبرو از اول تا آخر اونکی نظر سے گذرا ہی اور اسپر جابجا مصنف کا خط موجود ہی اوس
نسخہ میں کہیں اس حدیث کا ذکر بھی نہیں چہ جائیکہ ضعف کا ذکر ہو البتہ نسخہ مملوکہ مولوی محمد عبد القادر صاحب بدایونی ابن مولوی
فضل رسول مرحوم میں اس حدیث کا ذکر ہی چنانچہ اونہوں نے بتاریخ ۲۹ شعبان سنہ حال میں جب اس شہر میں وہ تشریف
لائے تھے مجھی اپنا نسخہ دکھایا اوسمیں عبارت یہ ہی حدیث الارضون سبع فی کل ارض نبی کنبیکم البیہقی فی بدء الخلق من الاسماء والصفات له
من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی سبع سموات ومن الارض مثلہن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم
وآدم کآدمکم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی وفی طریق عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی بلفظ فی کل ارض نحو ابراہیم قال ابن کثیر
بعد عزوہ لابن جریر بلفظ فی کل ارض من الخلق مثل ما فی ہذہ حتی آدم کآدمکم وہو محمول ان صح نقلہ عن ابن عباس علی انہ اخذہ
من الاسرائیلیات وذلک وامثالہ اذا لم یخبر بہ ویصح سندہ الی معصوم فہو مردود علی قائلہ انتہت اور ایک نسخہ مقاصد کا جو بعض احباب الہ آباد
سے لائے اوسمیں بھی یہی عبارت ہے مع زیادتی اس جملہ کے بعد روایت عمرو بن مرۃ کے قال البیہقی اسنادہ صحیح ولکنہ شاذ بمرۃ
لا اعلم لابی الضحی متابعا علیہ اور اس عبارت میں کلمہ ان صح کا کلام سخاوی کا نہیں ہی تاکہ اوسکا اقرار ضعف ثابت ہو بلکہ کلام ابن
کثیر سے منقول ہی اور اونکی تشکیک اس باب میں معتبر نہیں اسوجہ سے کہ عدم صحت کی کوئی وجہ قابل اعتبار نہیں قال حطی یہ
کہ محققین اہل تفسیر وحدیث کے نزدیک ماخذ اس حدیث کا اسرائیلیات ہی کما قال السخاوی وابن کثیر ونقلہ القسطلانی عن البیہقی
اقول مفسرین سے کسی نے یہ احتمال نہیں پیدا کیا مگر ابن کثیر نے اور اونکی امثال نے اور محدثین میں سے کسی نے بطور خود یہ احتمال
ذکر نہیں کیا بلکہ جسنے ذکر کیا اوسنے بطور نقل کے ابن کثیر سے ذکر کیا اور یہ احتمال محض مردود ہی دو وجہ سے اول یہ کہ جب صحابی جزم
کر کے کسی امر کو ساتھ او بطور حتم کے کوئی امر ارشاد کرے اوسکو یہ کہنا کہ اہل کتاب سے ماخوذ ہی ہرگز نہ چاہیے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب سے جب تمکو خبریں اونکی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب اور صحابہ اس امر کو خوب سمجھتے تھے پس اگر وہ
کلام اہل کتاب سے ماخوذ ہوتا تو صحابی جزم نہ کرتا۔ سیوطی نے اتقان فی علوم القرآن میں لکھتے ہیں نقل الصحابۃ عن اہل الکتاب اہل من
نقل التابعین مع جزم الصحابی بما یقولہ کیف یقال انہ اخذہ عن اہل الکتاب وقد نہوا عن تصدیقہم انتہی دوم یہ کہ حضرت ابن عباس

کتب اسرائیلیہ سے اخذ کو مستقبح سمجھتے تھے اور اس سے زجر فرماتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا حاتم بن وردان
قال حدثنا ایوب عن عکرمۃ عن ابن عباس قال کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وعندکم کتاب اللہ اقرب الکتب عہدا باللہ تقرؤنہ
محضا لم یشب حدثنا ابو الیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری اخبرنی عبید اللہ بن عبد اللہ ان ابن عباس قال یا معشر المسلمین
کیف تسألون اہل الکتاب عن شیء وکتابکم الذی انزل اللہ علی نبیکم احدث الاخبار باللہ محضا لم یشب وقد حدثکم اللہ ان
اہل الکتاب قد بدلوا من کتب اللہ وغیروا فکتبوا بایدیہم الکتب قالوا ہو من عند اللہ لیشتروا بذلک ثمنا قلیلا او لا ینہاکم ما جاءکم من
العلم عن مسألتہم ولا واللہ ما رأینا رجلا منہم یسألکم عن الذی انزل علیکم پس یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس چیز کو عقل نہیں تجویز کرتی ہو اسکو
خود ابن عباس اسرائیلیات سے اخذ کرین **قال** سائل تو یہ کہتا ہے کہ بر تقدیر قبول اثر و تسلیم ثبوت اسکی اہل علم حدیث نے تاویل اسکی
اس طرح کی ہے کہ اون طبقات میں ہیں مقتدا اور پیشوا ہیں جو باسمائے آدم اور ابراہیم و عیسیٰ و محمد مشہور ہیں اور دوسری روایت میں
وہ لوگ ہیں رسل یعنی جو احکام انبیاء ہیں کہ تبلیغ کو انبیاء اور رسل کی طرف سے تبلیغ کرتے ہیں چنانچہ قسطلانی فی ارشاد الساری کے
میں لکھا ہے وعلی التقدیر ثبوتہ یحتمل ان یکون المعنی ثم من یقتدی بہ یسمی بہذہ الاسماء وہم رسل الرسل الذین یبلغون الجن عن انبیاء اللہ
اقول مخفی نہ ہو کہ اثر ابن عباس میں علماء کے تین مسلک ہیں مسلک **اول** کا اثر مذکور سے غرض اثبات عالم مثال کی ہے
جو برزخ ہے درمیان عالم الغیب اور عالم الشہادۃ کی اور یہی مسلک شیخ اکبر کا ہے چنانچہ تاریخ الخمیس میں حسین بن محمد دیار بکری مالکی اپنی کتاب تاریخ الخمیس
فی احوال انفس النفیس میں لکھتے ہیں فی الفتوحات المکیۃ ان اللہ لما خلق آدم الذی ہو اول جسم انسانی تکون وجعلہ اصلا لوجود
الاجسام الانسانیۃ فضلت من خمیرۃ طینتہ فضلۃ خلق منہا النخلۃ فہی اخت لآدم فہی لنا عمۃ وسماہا الشرع عمۃ وشبہہا
بالانسان ولہا اسرار عجیبۃ دون سائر النبات وفضل من طینۃ النخلۃ بعد خلقہا قدر السمسمۃ فی الخفاء فمد اللہ من تلک الفضلۃ
ارضا واسعۃ الفضاء وخلق اللہ من جملۃ عوالمہا عالما علی صورنا اذا ابصرہ العارف یشاہد نفسہ فیہ والی مثل ذلک اشار
عبد اللہ بن عباس فیما روی عنہ فی حدیث ہذہ الکعبۃ انہا بیت واحد من اربعۃ عشر بیتا وان فی کل ارض من الارضین السبع خلقا مثلنا
حتی ان فیہم ابن عباس مثلی وصدقت ہذہ الروایۃ عند اہل الکشف انتہی وفی بستان الطالبین فی ذکر عالم المثال والصور المثالیۃ من الاحادیث والآثار
الدالۃ علی عالم المثال کثیرۃ جدا منہا ما روی عن ابن عباس فی حدیث الکعبۃ انہا بیت واحد من اربعۃ عشر بیتا وان فی کل ارض من الارضین
السبع خلقا مثلنا حتی ان فیہم ابن عباس مثلی انتہی دوسرا مسلک تاویل ہے کہ طبقات میں ایک ایک مقتدا اور پیشوا کا اور
نبی اس طبقہ میں احکام کو پہنچانے والا اپنی قوم میں ہوتا تھا اور وہ اس طبقہ کے نبی کا جانشین ہوتا تھا مثلا طبقہ آدم کے عہد میں ایک کے
ہر طبقہ میں تھا کہ آدم سے وہ احکام ماخوذ کر کے پہنچاتا تھا کو سنتا تھا اور وہ باسم آدم مشہور تھا اور یہی مراد آدم کا دکم ہے علی ہذا القیاس
ابراہیم کا ابراہیم کی عیسیٰ کا عیسیٰ کی اسی مسلک کو اختیار کیا ہے قسطلانی نے اور سیوطی اور زرقانی نے مگر کسی نے
اسکے ساتھ جزم نہیں کیا بلکہ بطور احتمال ذکر کیا اور عبارت مرقومہ کی بیان کیا چنانچہ قسطلانی نے یحتمل کے لفظ سے
تعبیر کیا اور سیوطی نے بلفظ یمکن ان یاول ذکر کیا حاشیہ نسائی الحبوران میں لکھتے ہیں قال السیوطی یمکن ان یاول علی ان
المراد بہم النذر الذین کانوا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یبعد ان یسمی کل منہم باسم النبی الذی بلغ عنہ ہذا کلامہ ای

کان لنبینا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم رسول من الجن اسمہ کاسمہ ولعل المراد اسمہ المشہور وہو محمد فلیتامل انتہی تلخیصا مسلک
تحقیق وہ یہ کہ ہر طبقہ مین وہان کی سکان پر انبیاء مبعوث ہوئی اور وہ رسل من جانب اللہ جل جلالہ تھے مثل انبیاء اس طبقہ
کی نہ یہ کہ فقط سفیر ہون درمیان یہان کی رسل کے اور وہانکی سکان کے اور اسیکو اختیار کیا ہی قاضی بدر الدین شبلی حنفی نی آکام المرجان
فی احکام الجان مین عبارت اونکی باب سادس عشر مین یہ ہی جمہور العلماء خلفا وسلفا علی انہ لم یکن من الجن قط رسول وقال ابن جریر
حدثنا ابن حمید حدثنا یحیی بن واضح حدثنا عبید بن سلیمان قال سئل الضحاک عن الجن ہل کان فیہم من نبی قبل ان یبعث النبی
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فقال الم تسمع الی قول اللہ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی یعنی بذلک رسلا من الانس
ورسلا من الجن قال ابن حزم لم یبعث الی الجن نبی من الانس البتۃ قبل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وکان النبی یبعث الی قومہ قال
ابن حزم وبالیقین ندری انہم قد انذروا فصح انہم جاءہم انبیاء منہم قلت ویدل علی ما قالہ الضحاک ما رواہ الحاکم فقال حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی
حدثنا عبید بن غنام حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء بن السائب عن ابی الضحی عن ابن عباس قال الم تر الی الارض مثلہن قال سبع ارضین
فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم کآدم ونوح کنوح وابراہیم کابراہیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذہبی اسنادہ حسن قلت لشاہد قال الحاکم
حدثنا عبد اللہ بن الحسن حدثنا ابراہیم بن الحسین حدثنا آدم حدثنا شعبۃ عن عمرو بن مرۃ عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی
خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن قال فی کل ارض نحو ابراہیم قال شیخنا الذہبی ہذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم رجالہ ائمۃ انتہی ملخصا
انتہا سمجھنا چاہیے کہ مسلک اول چونکہ متعلق بحث عالم مثال بطریق کشف ہی بحث سے خارج ہی اور مسلک دوم بظاہر مخالف ہی لفظ
نبی کنبیکم کی اس وجہ سے کہ یہ لفظ دال ہی اس امر پر کہ ہر طبقہ مین ایک ایک ذات موصوف بالنبوۃ ہی اور وہ شبیہ ساتھ نبی ہمارے کی ہی
اور ارباب اس مسلک نے کوئی نبی حقیقۃ کسی طبقہ مین کسی زمانے مین تجویز نہین کیا بلکہ ایک ایک سفیر ہر نبی کی طرف سے تجویز
کیا علاوہ ازین آدم کآدم کی مین تشبیہ کو مجرد شرکت اسمی اور سفارت پر حمل کرنا خلاف معقول ہی اعرف الرجال بالحق لا الحق بالرجال
قال آٹھوین کہ نصوص بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی طرف جملہ عالم کی یعنی جن وانس و اہل طبقات ارض کے شامل
ہی عرش اعلی سے فرش سفلی تک جو عالم ہی وہ بعثت آنحضرت مین داخل ہی پس اسلیے تخصیص نصوص قطعیہ کے حدیث مرفوع صحیح لفظ
معصوم درکار ہی نہ اثر شاذ موقوف کی اعتبار اقول اصل مقصود یہ ہی کہ اثر مذکور سے اسقدر صاف معلوم ہوتا ہی کہ جس طرح سلسلہ
نبوت اس طبقہ مین اسلیے ہی کہ سکان طبقہ ہذا کی تیار ہوا اسی طرح ہر ہر طبقہ مین سلسلہ نبوت اسلیے ہی تا وہانکی سکان کی تیار ہوا
اور چونکہ لاانتہائی سلسلے کی باطل ہی لاجرم یہ ہی کہ ہر طبقہ مین ایک مبدء سلسلہ ہو گا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک
آخر سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے خاتم کے ساتھ تشبیہ دیا گیا باقی رہا یہ امر کہ سلاسل طبقات تحتانیہ مبدء و منتہی مین ساتھ اس طبقہ کے سلسلہ کے
تھی یا مقطور کہ آدم کے زمانے مین آدم اور نوح کے زمانے مین نوح و خاتم الانبیاء کے زمانے مین خاتم وعلی ہذا القیاس یا قبل مبدء اس سلسلے کے
منتہی ہو گئی یا مبدء مین معیت زمانی ہوئی اور اختتام اونکا قبل اختتام سلسلے کے ہوا یا بعد ہوا یا مبدء اور منتہی دونون مین
تقدم یا تاخر ہوا یا منتہی مین معیت ہوئی اور مبدء مین تقدم یا تاخر ہوا ایسے اور مثال اسکی احتمالات عقلیہ ہین اور چونکہ اثر
مذکور مین کسی ایک احتمال سے ساکت ہی اور تعیین کسی ایک کی نص تک ہمارے پاس نہین لہذا ہم بھی سکوت کرتے ہین لیکن چونکہ نصوص علمائے

مثل لیکون للعالمین نذیرا اور ارسلت الی الخلق کافۃ وغیرہ سے جو صاف عموم بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہیں اور کوئی مخصص
الا معتمد بہ معلوم نہیں ہوتا لہٰذا ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین پر مبعوث ہوئے اور یہ بھی نصوص سے مثل حدیث
لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی وغیرہ سے معلوم ہے کہ اگر انبیاء سابقین میں کوئی نبی آنحضرت کا معاصر ہوتا تو وہ مطیع آنحضرت ہوتا اگرچہ
بہ نسبت اپنی قوم کے نبی ہوتا اور اسی وجہ سے علماء نے تصریح کی ہے کہ حضرت خضر اور الیاس علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام بتقدیر حیات میں
مطیع شریعت محمدیہ ہیں اور حضرت عیسیٰ جب نزول فرماویں گے متبع اس شریعت کے ہونگے اور سیوطی اپنے رسالہ الاعلام فی حکم عیسیٰ علیہ السلام
میں سبکی سے نقل کر کے لکھتے ہیں قال السبکی فی تفسیر لما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ
ویوصی امتہ بذلک فی ذلک من التنویہ والتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم فتکون نبوتہ
ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ وتکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ ویکون قولہ بعثت الی الناس کافۃ
لا یختص بالناس من زمانہ الی یوم القیامۃ بل یتناول من قبلہم ایضا الی ان قال السبکی فالنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق مجیئہ
فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ وجب علیہم وعلی امہم الایمان بہ ونصرتہ وبذلک اخذ اللہ المیثاق علیہم وانما امرہ یتوقف
علی اجتماعہم معہ فلو وجد فی عصرہم لزمہم اتباعہ بلا شک لہٰذا یاتی عیسیٰ فی آخر الزمان علی شریعتہ وہو نبی کریم علی حالہ لا ینقص منہ
شیئ وکذلک لو بعث النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی زمانہ وفی زمان موسیٰ وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم
الی امہم والنبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی علیہم ورسول الی جمیعہم فنبوتہ ورسالتہ اعم واشمل واعظم انتہی اور یہ بھی نصوص قطعیہ سے مثل آیۃ ولکن
رسول اللہ وخاتم النبیین ولا نبی بعدی ولو کان بعدی نبی لکان عمر وغیر ذلک ثابت ہے کہ کوئی نبی کسی مقام پر بعد عصر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وعلی آلہ وسلم کے مبعوث نہیں ہوا اور نہ ہوگا انہیں سبب ان وجوہ کی ہم کہتے ہیں کہ آخر سلسلہ انبیاء صاحب شرع جدید بعد عصر خاتم
الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نہیں ہو سکتا ورنہ خاتمیت باقی نہ رہے گی پس یا قبل عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے
ہوا ہوگا یا ہم عصر بر تقدیر اول آنحضرت کی خاتم حقیقی ہونے میں کسی طرح کا شبہ نہیں ہے اور بر تقدیر ثانی احتمال اس کا کہ وہ مبعوث اسی عالم
خاص سا تھا اس طبقہ کی ہو اور ختم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مخصوص ساتھ اس طبقہ کے انبیاء کے ہو اور طبقہ تحتانیہ میں نبی ان کی نبی
دعوت ہو قائم ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ بعثت محمدیہ تمام مکلفین کو شامل ہے بدون تخصیص کسی زمان یا مکان کی کیونکہ طبقات تحتانیہ کے سکان
جو معاصر ہمارے خاتم الانبیاء کے ہوئے وہ مکلف ومنیز تھے یا نہ تھے اگر مکلف نہ تھے تو ان پر کسی نبی کی بعثت کی حاجت نہیں اور اگر مکلف
تھے تو ضرور بعثت نبویہ میں داخل ہونگے جیسا کہ لفظ عالمین اور خلق کا اقتضا ہے اور تخصیص اسکی ساتھ خلق اور سکان اس
طبقہ کی اگرچہ فی نفسہ ممکن ہے لیکن بغیر قیام کسی دلیل قطعی آخر کی کہ دال ہو خصوصیت دعوت نبویہ پر ساتھ اس طبقہ کی حرکت
تخصیص پر نہیں ہو سکتی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی نے اپنی رسالہ احوال قیامت میں جو مسمی بفتح الرحمن ہے اس امر کی تصریح کی ہے
کہ خاتم الرسل کے بعد نہیں کوئی رسول صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا ہے بلکہ جو مکلف زمانہ نزول شرع محمدی میں ہوگا وہ مامور ساتھ
اسی شریعت کی ہوگا عبارت انکی یہ ہے ختم ولایت منافی آن نیست کہ باشد در زمان وے ولی دیگر آری می خواہد کہ بعد وے ولی
نباشد چنانکہ فرمودہ اند لا یکون بعدہ ولی ونہ فرمودند لا یکون معہ وے و اما حکم خاتم رسالت این حکم نیست در بودن آنحضرت

احوال قیامت مولانا عبد العلی بحر العلوم

از رسل در زمان خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم ممتنع ست زیرا کہ مقتضی ختم رسالت دو چیز ست یکی آنکہ بعد وی
رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی بر وی واجب فرض
ست و سر ش اینکہ ہمہ رسل را اخذ شرع مستمد از خاتم رسالت اند بلکہ نائب اند در دعوت کسوی الٰہی کہ فی الحقیقت شرع
خاتم الرسل ست کہ نازل شدہ بعد وی بر رسل آخرین و مستمد را اطاعت محمد ضرور ست و چونکہ شرع وی عام باشد پس دیگری
صاحب شرع نباشد بخلاف خاتم الولایت کہ صاحب شرع نیست بلکہ آن ولی کہ خاتم الولایت ست و دیگر ولی تابع شرع
خاتم الرسالت اند انتہی انتہا میں تقدیر اتحاد عصر اس کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ وہ آخر سلاسل تحتانیہ ہمارے خاتم کے متبع ہونگے اور اپنے سکان کی
نسبت رسول اور تکمیل قصر نبوت ہونگے پس خاتم ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بر تقدیر حقیقی ہوگا اور بعثت آپکی عام ہوگی اور ختم آخر
سلاسل تحتانیہ اضافی ہوگا یعنی بہ نسبت اپنے طبقہ کے نہ بہ نسبت جملہ طبقات اتحال سقوط نبی کینکہ شیخ تشبیہ آپ ایک ایک طبقہ کو ساتہ خاتم جملہ طبقات
کے ہر و ختم نہیں ہے ختم حقیقی ہوا ورنہ مماثلت صد آ آخر شتمالیہ میں **قال** اور قول ضحاک کا کہ اللہ نے بھیجا طرف جن کے ایک پیغمبر انہی میں
کہ نام اسکا یوسف ہی تہا اور مردود ہے اور نزدیک محققین کے بوجہ مخالفت نص کے غیر مقبول ہے **اقول** نسبت اس قول کے طرف
ضحاک کی غلطی ہی بلکہ یہ قول ابن عباس ہی جیسا کہ آکام المرجان میں ہے ذکر اسحق بن بشر فی المبتدأ عن ابن عباس ان الجن قتلوا
نبیا لہم قبل آدم اسمہ یوسف وان اللہ بعث الیہم رسولا وامرہم بطاعتہ انتہی اور ایک روایت میں ابن عباس سے وارد ہے کہ
ولقد جاءکم یوسف من قبل میں مراد یوسف نبی جن ہیں نہ یوسف بن یعقوب جیسا کہ زرقانی لکہتے ہیں قیل بعث اللہ رسولا
واحدا من الجن الیہم اسمہ یوسف ونقل عن ابن عباس انہ المراد فی قولہ تعالی ولقد جاءکم یوسف انتہی اور علما محققین نے اس تفسیر کو
شاذ لکہا ہی سیوطی اتقان میں لکہتے ہیں اشد من ذلک غرابۃ ما حکاہ النقاش والماوردی ان یوسف المذکور فی سورۃ غافر من
الجن بعثہ اللہ رسولا الیہم انتہی اور قول ضحاک کا یہ ہی کہ جن میں بہی انبیا ہو گئے ہیں اور یہی مذہب ابن حزم وغیرہ کا ہی اور ظاہر
قرآن و احادیث بہی اسی مذہب کی موافق ہے اور تاویل جو بعضے کرتے ہیں بلا ضرورت واقع ہوتی ہی اور مخالف ہونا قول
ضحاک کا نصوص کے باطل ہے کیونکہ خلاف ضحاک کا قبل عہد خاتم الانبیا میں ہی لیکن بعد خاتم الانبیا میں اسمیں وہ بہی عموم بعثت کے
قائل ہیں جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ میں مسطور ہی **قال** اور عبارت آکام المرجان سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود جن کا ابتدا سے ہفت زمین
میں متحقق ہو بنا علیہ دعوی مجیب کا کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اس مخلوقات کی صنف سے نہیں اور انبیا مخلوقات طبقات
باقیہ کی انہیں کی صنف سے ہی اور انہیں کی جنس سے ہونگی جیسے ہمارے خاتم الانبیا ہمارے جنس سے درست نہیں کیونکہ بعثت
آنحضرت طرف جن کو بنص قطعی اجماع ثابت ہے **اقول** ممکن ہی کہ آخر انبیا جن بہی جن ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم بر تقدیر اتحاد عصر او سے بہی اعلی ہو اور اسکی قوم پر مبعوث ہونگے پس خاتم ہونا جنس جن پر تقدیر وجود جن طبقات باقیہ میں لفظ نبی
کے قبیلہ سے مستفاد ہو منافی نص عموم بعثت و اجماع کے نہیں ہی **قال** و عجیب ہے کہ مجیب صاحب نے اولا ابن عباس سے ہو الذی خلق
نقل کیا کہ فی کل ارض نبی مثل ابراہیم نحو ما علی الارض الخ اور اس سے ثابت ہی کہ طبقہ زمین میں جن و انس و دواب وغیرہ ہیں
جیسا کہ طبقہ علیا میں ہیں پس اس تحقیق کے نزدیک کیونکر ثابت ہوا کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہیں اور

یہ امر آدم کا دلکم سے ثابت ہوا اور ممکن ہے کہ طبقات باقیہ کے کچھہ سکان مخالف اس صنف کی ہون اور کچھہ موافق سکان اس طبقے کے
لیس دونون اثر مین تعارض نہین **قال** اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی اور بدائع الدہو
سے نقل کیا کہ طبقہ ہفتم زمین مسکن ابلیس اور اوسکی جنود کا ہے جب موافق نقل مجیب کے ساتوان طبقہ زمین کا مسکن
ابلیس اور اوسکی ذریات اور لشکر کا ٹھہرا تو لامحالہ پیغمبر ہونا آنحضرت کا اور خاتم النبیین ہونا آپکا بہ نسبت سکان
ساتوین طبقہ زمین ثابت ہوا **اقول** کسیطرح سے محل تعجب نہین اسواسطے کہ درمیان عموم بعثت و ختم حقیقی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اور درمیان آدم نے خاتم انبیا جن کے اونہین کی صنف سے کسیطرح کی منافات نہین ہے کما مر ایرا
قال اور معلوم ہو کہ مجیب صاحب نے قبل از نقل کلام عرائس ثعلبی بدائع الدہو کی شہاب الدین خفاجی سے نقل کیا کہ ہم اعتقاد
کرتے ہین تحقیق زمین سات ہین جیسا آسمان اور اونمین باشندگان ہین اللہ جانتا اونکو الغرض نقل مجیب تعین و عدم تعین جنس
عوالم و اوادم زمین مین مختلف ہے **اقول** تعین یا عدم تعین کا علی سبیل التعیین عوض تہا تا اختلاف نقول سے ضرر ہو اصل غرض اثبات
صحت حدیث و وجود طبقات و تعدد اوادم بحسب طبقات تہی اور چونکہ سکان طبقات باقیہ مین عبارات مختلف تہین بعضی تو
تعیین پر دلالت کرتی تہین اور بعضی ابہام پر اسوجہ سے دونون قسم کی عبارت تبرعا نقل کردی گئی **قال** اور حقیقت حال یہ ہے کہ
جو حدیث مجیب صاحب نے عرائس ثعلبی سے نقل کیا وہ نزدیک محدثین کے معروف نہین بلکہ اوسپر آثار وضع نمایان ہین اسیواسطے
نیشاپوری نے اپنی تفسیر مین فرمایا ذکر الثعالبی فی تفسیرہ فصلا فی خلائق السموات والارضین اشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا
لعدم الوثوق بمثل تلک الروایات الخ **اقول** اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا اور حاکم نے روایت کرکے حدیث صحیح کہا لیکن ذہبی
نے اوسکا تعقب کرکے اس حدیث کو منکر کہا نہ موضوع اور غرض نقل کرنیسے اس حدیث کی جواب مین کسی امر کا اثبات نہین تاکہ ضعف
و نکارت اسکی قادح ہو بلکہ وجود طبقات کی جو بدلائل اخر ثابت ہے تفصیل اور تکمیل و مثلہ تحصیل بالضعیف اور عبارت جو تفسیر نیشاپوری
سے منقول ہوئی نسخ معتمدہ مین عبارت نہین ہے بلکہ ذکر النقاش فی تفسیرہ ہے **قال** اور وہب بن منبہ اہل کتاب سے تہا غالباً
اوسنے یہ کہانی اسرائیلیات سے اخذ کیا ہو حال موافق قرارداد علماء محققین کے قصص و تفاسیر اہل کتاب حجت نہین **اقول** وہب کو اہل کتاب
سے شمار کرنا کمال جرأت ہے البتہ وہ کتب متقدمہ سے خوب واقف تہے اور اکثر حکایات و قصص کتب سابقہ سے بیان کرتے تہی لیکن اخذ کرنا
انکا کتب متقدمہ سے شے دیگر اور اونکا اہل کتاب سے ہونا شے دیگر ہے سنا قب اور مدائح اونکی جو کتب معتمدہ سے ملاحظہ ہون تو ذہبی

تہذیب الاسماء واللغات مین لکہتے ہین وہب بن منبہ التابعی الابناوی الیمانی تابعی جلیل من المشہورین بمعرفۃ الکتب الماضیۃ سمع جابر بن عبد اللہ
و ابن عباس و ابن عمر و ابا سعید و ابا ہریرۃ والنسا والفقہا علی توثیقہ توفی سنۃ اربع عشرۃ ومائۃ انتہی اور ذہبی نے کتاب العبر باخبار من غبر
وقائع سنۃ ۱۱۴ مین لکہا ہے فیہا توفی ابو عبد اللہ وہب بن منبہ الصنعانی الحبر العلامۃ روی عن ابن عباس وجماعۃ وکان شدید العنایۃ بکتب الاولین
بحیث انہ کان یشبہ بکعب الاحبار فی زمانہ انتہی اور یافعی نے مرآۃ الجنان مین لکہا ہے فی السنۃ المذکورۃ توفی بصنعاء الیمن وہب بن منبہ الامام
العلامۃ حکی عنہ ابن قتیبۃ قال قرأت من کتب اللہ اثنین وسبعین کتابا وکان لہ اخوۃ منہم ہمام بن منبہ کان اکبر من وہب و معقل و من جملہ الاخر
وبلقیس الفرس لما ہمّوا طہ واحیے ... اور بدائع الدہور مین تفصیل کا ان طبقات کی

وبہت سی کی ہی وہ اگر بسبب اسکے کہ وہ بہت اکثر کتب متقدمین سے اخذ کرتے تھے اور انہیں اکثر اہل کتاب نے تحریف تغییر کی ہی تصدیق نہ کیجاویگی تو اوسکی تکذیب بھی نہیں چاہیے اور علم تفصیلی کو حق جلشانہ پر محول کرنا چاہیے **قال** مجیب صاحب نے وجود ابوادم وانبیا و خواتم کا ہر طبقہ زمین میں چند دلیل سے ثابت کیا ہی اول اثر ابن عباس جسکو حاکم نے صحیح کہا اور رجال اثر مذکور کا معلوم ہو چکا کہ ہشت وجہ سے قابل استدلال نہیں **اقول** کیفیت سب وجوہ کی منکشف ہو گئی کہ کوئی ان میں سے قابل اعتبار نہیں انصاف درکار ہی **قال** دوسرے یہ کہ حق تعالی نے فرمایا انما انت منذر ولکل قوم ہاد اور یہ استدلال مجیب صاحب کا جب صحیح اور مسلم ہو کہ عموم بعثت ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو شامل باشندگان ہفت زمین ہو **اقول** سابقا خوب واضح ہو چکا کہ بر تقدیر عموم بعثت نبویہ بھی تعدد ابوادم و خواتم ممکن ہی **قال** قطع نظر اس سے استدلال مجیب صاحب اس آیت سے ناتمام ہی کیونکہ ہاد کے معنی جیسا کہ آیت میں مذکور ہی مراد اوس سے خاص پیغمبر نہیں اور مفسرین نے بھی معنی مذہر کے عام قرار دئیے ہیں پیغمبر یا واسطہ او مبلغ از جانب پیغمبر ہوا **اقول** اس آیت سے کسنے اثبات وجود انبیا بر طبقات باقیہ میں کیا ہی تا یہ ایراد مستمر ارد ہو کہ مراد ہادی سے مطلق راہ نما ہی نہ خاص پیغمبر عبارت جواب فقیر کو دیکھیے بعد از ان مبلا مناظرہ میں آئیے ہمنے اس آیت سے فقط وجود راہ نما ہر طبقہ میں بسبب اسکے کہ کوئی مخلوق منیر اسے جلشانہ کو مہمل نہیں چھوڑی گئی ثابت کیا اور بعدہ اوسکے عبارت تفسیر جلالین ہی کہ دال ہی اوپر جانے وحی آلہی کی طبقات تحتانیہ میں نقل کرکے وجود انبیا ثابت کیا **قال** اس تفسیر دلیل مجیب صاحب کی یہ ہی کہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بھی ثابت ہی کہ حضرت جبریل طبقات باقیہ میں وحی لیجاتے تھے لیکن یہ کلام محلی اور اوسکی تفسیر اس آیت شریفہ میں نہ کسی معتبر مفسرین کی تفسیر کے خلاف ہی کسی مفسر نے اونکی موافق تفسیر اس آیت کی نہیں لکھی اسواسطے ملا علی قاری نے حاشیہ جلالین میں لکھا ہی لم نجد لغیرہ من المفسرین و غایتہ من تنزل الامر بالوحی قال فی تفسیرہ لہ بین ابدہ الارض العلیا التی ہی ولا ہا و بین السماء السابقہ اعلاہا **اقول** دیکھئے غور اس کا کہ کسی مفسر نے سوا محلی کے ایسی تفسیر نہیں کی قلت تتبع او قصر نظر پر دلالت کرتا ہی اور نہ پانا ملا علی قاری کا اس تفسیر کو کسی اور مفسر کے کلام میں دلالت اوسکی عدم واقعی پر نہیں کرتا ہی فان عدم الوجدان لا یدل علی عدم الوجود دیکھو حدیث زیادۃ علی من لم یجد دیکھو محی السنۃ بغوی صاحب مصابیح و شرح السنۃ وغیرہ کہ جنکی جلالت قدر معتبر مراۃ وغیرہ میں بشرح و بسط مذکور ہی اپنی تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کی تفسیر مثل محلی کے کرتے ہیں جیسا کہ سابقا مذکور ہو چکا اور قسطلانی نے شرح صحیح بخاری میں ایسی تفسیر کی ہی **فائدہ** مخفی نہ رہے کہ بعض ارباب افتا نے اپنے جواب میں عبارت جلالین کو جو تفسیر اس آیت میں واقع ہی سیوطی کی طرف منسوب کیا اور یہ غلط قلم ہی کیونکہ تفسیر جلالین مجموع دو جلال کی تصنیف کا ہی سورہ بقرہ سے تا آخر سورہ بنی اسرائیل جلال سیوطی کی تصنیف ہی اور سورہ کہف سے تا آخر قرآن جلال محلی کی تصنیف ہی جیسا کہ حسن المحاضرہ وغیرہ میں مصرح ہی پس تفسیر اس آیت کی جو سورہ طلاق میں واقع ہی محلی کی ہی نہ سیوطی کی **اعلاھم** چونکہ میری تحریر سابق میں تعدد خواتم کی لفظ واقع ہوئی ہی بعض حضرات نے اوس سے اس کا گمان کیا کہ میں تعدد خاتم حقیقی تخصیص خصوص بعثت محمدیہ کا قائل ہوں چنانچہ ماہ رمضان سنہ ۱۲۹۰ھ میں ہو کو محمد عبد الغفار صاحب ملازم مطبع نظامی نے بوساطت حافظ عبد الستار خان صاحب کے ایک رسالہ تحریر فرما کر بھیجا اور اوسمیں الزام تخصیص بعثت محمدی رشتہ درو احوال وقتی حدیث کا ذکر درج کیا ہی اون کے اوسی ماہ میں ایک حاشیہ لکھ کے اونکی خدمت میں کر دیا اور اسمیں خوب تصحیح کر دی کہ میں تعدد خواتم اضافیہ کا موافق ظاہر حدیث کا قائل ہون اور خصوص بعثت